



دوس نظاہمی کے نصاہب میں داخل اصول فقہگی ابتدائی کتاب

تلخیص  
اصول الشاشی  
مع  
قواعد فقہہیہ



مکتبۃ الرسیہ  
(دھویت اسلامی)  
SC 1286

اللہ  
اللہ  
اللہ  
(دھویت اسلامی)

درس نظامی کے نصاب میں داخل اصول فقہ کی ابتدائی کتاب

# تاجیض اصول الشاشی

## مع قواعد فقہہ

پیش

مجلس المدينة العلمية (دعت اسلامی)

شعبہ درسی کتب

ناشر

مکتبہ المدينة باب المدينة کراچی

الصلوة والسلام علیک بارسول الله وعلی الرسول واصحابہن با حبیب الله

نام کتاب : تلخیص اصول الشاشی مع قواعد قهیہ

پیش کش : مجلس المدینۃ العلمیۃ (شعبۃ درسی کتب)

سن طباعت : ۶ جمادی الاولی ۱۴۳۰ھ بمتابق ۲۰۰۹ء

کل صفحات : 144 صفحات

ناشر : مکتبۃ المدینۃ فیضان مدینہ باب المدینہ کراچی

قیمت :

## مکتبۃ المدینہ کی شاخیں

مکتبۃ المدینہ شہید مسجد کھارا در باب المدینہ کراچی

مکتبۃ المدینہ در بارما رکیٹ گنج بخش روڈ مرکز الاولیاء لاہور

مکتبۃ المدینہ اصغر مال روڈ نزد عیدگاہ، راولپنڈی

مکتبۃ المدینہ امین پور بازار، سردار آباد (فیصل آباد)

مکتبۃ المدینہ نزد پیپل والی مسجد اندر وون بوہر گیٹ مدینۃ الاولیاء ملتان

مکتبۃ المدینہ فیضان مدینہ آفندی ٹاؤن، حیدر آباد

مکتبۃ المدینہ چوک شہید اال میر پور کشمیر

E.mail:ilmia26@yahoo.com

[www.dawateislami.net](http://www.dawateislami.net)

مدنی التجاء: کسی اور کویہ کتاب چھاپنے کی اجازت نہیں

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ  
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ“ کے انیس حروف کی نسبت سے  
اس کتاب کو پڑھنے کی ”19 نیتیں“

فرمان مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم: ”اچھی نیت بند کو حجت میں داخل کر دیتی ہے۔“

(الجامع الصغیر، ص ۵۷، الحدیث ۹۳۶، دارالکتب العلمیہ بیروت)

دو مَدَنی پھولوں: ۱) غیر اچھی نیت کے کسی بھی عمل خیر کا ثواب نہیں ملتا۔  
2) جتنی اچھی نیتیں زیادہ، اُتنا ثواب بھی زیادہ۔

1) ہر بار حمد و 2) صلوٰۃ اور 3) تَعُوْذُ و 4) تَسْمِیہ سے  
آغاز کروں گا (اسی صفحہ پر اور دی ہوئی دو عَرَبی عبارات پڑھ لینے سے  
چاروں نیتوں پر عمل ہو جائے گا) 5) اللہ عَزَّ وَجَلَ کی رضا کیلئے اس  
کتاب کا اول تا آخر مطالعہ کروں گا 6) حتیٰ الامکان اس کا باوضو اور  
7) قبلہ رُومٰ طالعہ کروں گا 8) کتاب کو پڑھ کر کلام اللہ و کلام رسول اللہ  
عزٰ و جلٰ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو صحیح معنوں میں سمجھ کر اور مرکا انتشال اور نواہی  
سے اجتناب کروں گا۔ 9) درجہ میں اس کتاب پر استاد کی بیان کردہ توضیح

توجہ سے سنوں گا۔ 10) استاد کی توضیح کو لکھ کر ”استعن بیمینک علیٰ حفظک“ پر عمل کروں گا۔ 11) طلبہ کے ساتھ مل کر اس کتاب کے اس باق کی تکرار کروں گا۔ 12) اگر کسی طالب علم نے کوئی نامناسب سوال کیا تو اس پر پہنچ کر اس کی دل آزاری کا سبب نہیں بنوں گا۔ 13) درجہ میں کتاب، استاد اور درس کی تعظیم کی خاطر غسل کر کے، صاف مدنی لباس میں، خوبیوں کا کر حاضری دوں گا۔ 14) اگر کسی طالب علم کو عبارت یا مسئلہ سمجھنے میں دشواری ہوئی تو حتیٰ الامکان سمجھانے کی کوشش کروں گا۔ 15) سبق سمجھ میں آجائے کی صورت میں حمد الہی عز و جل بجالا و مل گا۔ 16) اور سمجھ میں نہ آنے کی صورت میں دعاء کروں گا اور بار بار سمجھنے کی کوشش کروں گا۔ 17) سبق سمجھ میں نہ آنے کی صورت میں استاد پر بدگمانی کے بجائے اسے اپنا قصور تصور کروں گا۔ 18) کتابت وغیرہ میں شرعی غلطی ملی تو ناشرین کو تحریری طور پر مطلع کروں گا۔ (ناشرین و مصنف وغیرہ کو کتابوں کی آنلاط صرف زبانی بتانا خاص مفید نہیں ہوتا) 19) کتاب کی تعظیم کرتے ہوئے اس پر کوئی چیز قلم وغیرہ نہیں رکھوں گا، اس پر ٹیک نہیں لگاؤں گا۔



## فہرست

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
38	<b>سبق نمبر.....(8)</b>	07	تعریف المدینۃ العلمیۃ
//	صریح و کنایہ کا بیان	09	پیش لفظ
40	<b>سبق نمبر.....(9)</b>	11	مقدّمه
//	ظهور و خفا کی اقسام	19	<b>سبق نمبر.....(1)</b>
46	<b>سبق نمبر.....(10)</b>	//	ابتدائی باتیں
//	متعلقات نصوص کا بیان	21	کتاب اللہ
50	<b>سبق نمبر.....(11)</b>	//	<b>سبق نمبر.....(2)</b>
//	امر کا بیان	//	کتاب اللہ کا بیان
59	<b>سبق نمبر.....(12)</b>	23	<b>سبق نمبر.....(3)</b>
//	نہی کا بیان	//	خاص و عام کا بیان
61	<b>سبق نمبر.....(13)</b>	27	<b>سبق نمبر.....(4)</b>
//	معرفت نصوص کے طریقے	//	مطلق و مقتید کا بیان
64	<b>سبق نمبر.....(14)</b>	29	<b>سبق نمبر.....(5)</b>
//	حرف معانی کا بیان	//	مشترک و مؤول کا بیان
74	<b>سبق نمبر.....(15)</b>	31	<b>سبق نمبر.....(6)</b>
//	طرق بیان	//	حقیقت و مجاز کا بیان
79	سنت رسول اللہ ﷺ	35	<b>سبق نمبر.....(7)</b>
☆	☆.....☆.....☆.....☆	//	لفظ کے حقیقی معنی چھوڑنے کی صورتیں

95	سبق نمبر.....(21)	79	سبق نمبر.....(16)
//	صحت قیاس کی شرائط کا بیان	//	سنن رسول اللہ ﷺ کا بیان
98	سبق نمبر.....(22)	86	سبق نمبر.....(17)
//	قیاس کے ارکان کا بیان	//	خبر واحد کی جیت کا بیان
102	سبق نمبر.....(23)	87	اجماع
//	اہکام سے متعلقہ اشیاء کا بیان	//	سبق نمبر.....(18)
104	سبق نمبر.....(24)	//	اجماع کا بیان
//	موانع شرعیہ کا بیان	91	سبق نمبر.....(19)
106	سبق نمبر.....(25)	//	عدم القائل بالفصل کا بیان
//	مامورات شرعیہ کا بیان	93	قیاس
109	سبق نمبر.....(26)	//	سبق نمبر.....(20)
//	عزیمت و رخصت کا بیان	//	قیاس کا بیان
112	قواعد قبیرہ	☆	☆.....☆.....☆.....☆



### ..... دل کی موت .....

ایک مرتبہ حضرت سیدنا فتح موصیٰ علیہ رحمۃ اللہ القویٰ نے حاضرین سے استفسار کیا: ”جب مریض کو کھانے پینے اور دواء سے روک دیا جائے تو کیا وہ مر نہیں جاتا؟“ لوگوں نے عرض کی: ”جی ہاں۔“ تو آپ نے فرمایا: ”یہی معاملہ دل کا ہے جب اسے تین دن تک علم و حکمت سے روکا جائے تو وہ بھی مر جاتا ہے۔“

(”باب الاحیاء“، ص ۲۲، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ  
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

## المدينة العلمية

از شیخ طریقت، امیر الہست، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ الحمد للہ علی احسانہ و بفضل رسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تبلیغ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ”دعوتِ اسلامی“ نیکی کی دعوت، احیائے سنت اور اشاعت علم شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزم مصمم رکھتی ہے، ان تمام امور کو بخوبی سرانجام دینے کے لئے مسعدہ مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک مجلس ”المدينة العلمية“ بھی ہے جو دعوتِ اسلامی کے علماء و مفتیان کرام کثر ہم اللہ تعالیٰ پر مشتمل ہے، جس نے خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل چھ شعبے ہیں:

(۱) شعبہ کتب علی حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۲) شعبہ درسی کتب

(۳) شعبہ اصلاحی کتب (۴) شعبہ تراجم کتب

(۵) شعبہ تفہیش کتب (۶) شعبہ تحریج

”المدينة العلمية“ کی اولین ترجیح سرکار علی حضرت امام

اہلسنت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانہ شمع رسالت، مُحَمَّد دِ دین و ملّت، حامی سنت، ماحی پدعت، عالم شریعت، پیر طریقت، باعث خیر و برکت، حضرت علامہ مولیانا الحاج الحافظ القاری الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمة الرَّحْمٰن کی گرال مایہ تصانیف کو عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق حتی الْوَسْع سہل اسلوب میں پیش کرنا ہے۔ تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بھینیں اس علمی، تحقیقی اور اشتراحتی مدنی کام میں ہر ممکن تعاون فرمائیں اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے والی تسبیح کا خوبی بھی مطالعہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دلائیں۔

اللَّهُعَزُوجَلُّ "دُعَوَتِ اسْلَامِي" کی تمام جالس بِشَمْوَلِ "المَدِيْنَةِ الْعَلْمِيَّةِ" کو دن گیارہویں اور رات بارہویں ترقی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عملِ خیر کو زیور اخلاص سے آراستہ فرمائ کر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ ہمیں زیر گنبدِ خضرا شہادت، بُجَّتِ الْبَقِيع میں مدفن اور بُجَّتِ الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔

آمین بجاه النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم



رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

## پیش لفظ

بلاشک و شبہ علوم شرعیہ میں علم اصول فتنہ کو غیر معمولی حیثیت حاصل ہے اسی لئے علماء کرام نے علم اصول فقہ میں بے شمار کتب تصنیف فرمائیں جن میں سے کئی کتب، دینی مدارس کے نصاب میں بھی داخل ہیں، البتہ ابتدائی طور پر طالب علم کا جن کتب سے واسطہ پڑتا ہے ان میں سے ایک بیوادی، مختصر، جامع اور انتہائی اہم کتاب اصول الشاشی ہے، جو یونیورسٹیوں میں ایم اے اسلامیات کے نصاب میں بھی داخل ہے۔

الحمد للہ علی احسانہ تبلیغ قرآن و سنت کی عالم گیر غیر سیاسی تحریک ”دعوت اسلامی“ کی مجلس ”المدینۃ العلمیۃ“ کے ”شعبہ درسی کتب“ نے مبتدی طلبہ کی ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کتاب کی ایسی تلخیص مرتب کرنے کی سعی کی ہے، کہ اس کے پڑھنے کے بعد ان شاء اللہ عزوجل اصل کتاب کو سمجھنا نہایت ہی آسان ہو جائے گا، تلخیص اصول الشاشی ”جامعۃ المدینہ“ کے نصاب میں بھی داخل ہے، اس پر درج ذیل نکات کے تحت کام کرنے کی کوشش کی گئی ہے:

- (1) ..... طلباء کے نفس مزاج کو مد نظر رکھتے ہوئے کتاب کی، کپوزنگ، ایڈنگ، تقابل، تفہیش وغیرہ ہر اعتبار سے تحسین کی کوشش کی گئی ہے۔
- (2) ..... تلخیص اصول الشاشی کا مقصد اصل کتاب کو سمجھنے کیلئے دورِ حاضر کے طلبہ کے اذہان کو تیار کرنا ہے لہذا اکتاب ہذا کوئی المقدور سہل انداز میں پیش کرنے کی سعی کی گئی ہے، تاکہ اصل کتاب پر اس کی تقدیم کی اہمیت برقرار رہے۔
- (3) ..... طلباء و مدرسین کی سہولت کیلئے اصول الشاشی کی تمام امتحاث کو نمبر وار اسماق کی صورت میں پیش کیا گیا ہے تاکہ درس و تدریس، ترتیب و تخفیظ وغیرہ میں آسانی ہو۔
- (4) ..... تعریفات، امثلہ وغیرہ اہم باتوں کو ہینزگر کی صورت میں امتیازی حیثیت دی گئی ہے، تاکہ کتاب کے مطالعہ کے دوران طلبہ کا علمی ذوق برقرار رہے۔

(5)..... اس باق کے دوران انہم نکات کو ”نوت“ اور ”تینبیہ“ کی ہیڈنگز کے ذریعے واضح کیا گیا ہے۔

(6)..... مبتدی طلبہ کی ذہنی صلاحیتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے تعریفات وغیرہ کی عربی عبارات سے احتراز کیا گیا ہے۔ البتہ امثالہ میں عربی عبارات کو ذکر کر دیا گیا ہے تاکہ طلبا کے اذہان اصل کتاب کو پڑھتے وقت اجنبیت محسوس نہ کریں۔

(7)..... اصول الشاشی میں مذکور امثالہ کے علاوہ بعض مقامات پر ذکر امثالہ بھی شامل کی گئی ہیں۔

(8)..... قرآنی آیات کو خوبصورت رسم الخط کے ساتھ ساتھ حوالہ (سورت کا نام، آیت نمبر) اور ترجمہ کنز الایمان سے بھی مزین کیا گیا ہے۔

(9)..... تلخیص اصول الشاشی کے آخر میں علمائے اہلسنت کی کتب سے ماخوذ مزید کچھ اصول بھی ذکر کئے ہیں، تاکہ طالب علم کو اصول فقه کی مزید مشق کا موقع ملے۔

(10)..... کتاب میں بعض جگہ علمی نکات پر مشتمل مدنی پھول بھی مہک رہے ہیں۔ ان تمام ترکوشوں کے باوجود اگر اہل فن کتابت کی یافی غلطی پائیں تو مجلس کو مطلع فرمائ کر مشکور ہوں۔ اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ باقی دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بالا محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی مظلہ العالی و تمام علماء اہلسنت کا سایہ عاطفہ ہمارے سروں پر تادیر قائم رکھے اور ہمیں ان کے فیوض و برکات سے مستفیض فرمائے اور قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ”دعوت اسلامی“ کی تمام مجالس بشوں ”المدینۃ العلمیۃ“ کو دن پھیسویں رات چھبیسویں ترقی عطا فرمائے۔

آمین بجاهہ لبی الائین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

## شعبہ درسی کتب

**المدینۃ العلمیۃ** (دعوت اسلامی)

## مُقَدِّمَةٌ

اللہ رب العزت نے بنی آدم کو صرف اپنی عبادت و بندگی کے لئے اس دنیا نے آب و گل میں بھیجا اور پھر انسانوں کی ہدایت کیلئے وقایا فوقا انبیاء و رسول کو مبعوث فرماتا رہا جو اللہ تعالیٰ کے احکام بندوں تک من و عن پہنچاتے رہے اور آخر میں خاتم النبین رحمۃ اللہ علیہن مصلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور نبوت کے سلسلے کو ختم فرماتا قیامت شریعت محمدی مصلی اللہ علیہ وسلم کو باقی رکھا، لہذا اب رہتی دنیا تک دین مصطفوی ہی کے احکام پر عمل کیا جائے گا کہ اس کے علاوہ دیگر شریعتیں منسوخ ہو گئیں ان احکام کا دار و مدار چار بنيادی مأخذ قرآن، حدیث، اجماع اور قیاس پر ہے۔

واضح رہے کہ قرآن و حدیث سے استدلال و استنباط مسائل ہر کس و ناکس کا کام نہیں کیونکہ انسان کے لکھے ہوئے کلام کو بھی سمجھنے کے لئے استاد کی ضرورت ہوتی ہے، کوئی گھر بیٹھے کتابیں پڑھ کر ڈاکٹر یا نجیب نہیں بن جاتا بلکہ انہیں سمجھنے کیلئے یونیورسٹیز اور کالجز قائم کئے جاتے ہیں تو پھر کلام اللہ تو کلام اللہ ہے اسے بغیر استاد کے کیسے سمجھا جا سکتا ہے بلکہ سمجھنا تو دور کی بات ہے بغیر استاد کے اسے درست پڑھنا بھی دشوار ہے۔

ایسے ہی حدیث رسول مصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے استدلال و استنباط احکام ہر ایک کے لئے ممکن نہیں ہے خاص طور پر جبکہ یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ لوگوں نے بہت سی باتیں گھٹ کر معاذ اللہ سید المعموں میں مصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر دی ہیں۔ جنہیں محدثین کی اصطلاح میں احادیث موضوعہ کہا جاتا ہے، لہذا احکام و مسائل کے انتزاع کے لئے حدیث کی صحت و سقم، احوال رواۃ، ان کے صدق و کذب و ضبط صدر و عدالت و ملازمت تقوی وغیرہ، سن پیدائش و وفات و صدھا اوصاف نظر و ملاحظہ میں درکار ہوتے ہیں تب کہیں جا کر اس کی صحت و سقم کی جائچ ہوتی ہے پھر اس کے بعد معنی و مراد حدیث کو سمجھنا ایک نیا مرحلہ ہے جس کے لئے کئی علوم و فنون میں مہارت کے ساتھ ساتھ، تقوی و اخلاص، مجاہدہ و عبادت و ریاضت درکار، تب کہیں جا کر

انسان اس مقام پر پہنچتا ہے کہ حدیث سے استدلال کرے۔

نیز یہ بات یاد رہے کہ جس طرح قرآن و حدیث احکام شرع میں جلت ہیں اسی طرح اجماع و قیاس بھی احکام شرعیہ میں جلت ہیں اور ان کا جلت ہونا بھی قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجْتُ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَاوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ اس آیت کریمہ میں بحیثیت مجموعی اس امت کو بہترامت کہا اور فرمایا کہ تم نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے منع کرتے ہو، پس اگر یہ امت برائی پر مجتمع ہوتی تو اسے بحیثیت مجموعی نیکی کا حکم دینے والی اور برائی سے منع کرنے والی امت نہ کہا جاتا معلوم ہوا کہ یہ امت کبھی برائی پر مجتمع نہ ہوگی اور جس پر یہ مجتمع ہوگی وہ اچھائی ہی اچھائی ہوگی۔

احادیث میں بھی متعدد مقامات پر اجماع کو جلت شرعی ہونے کی سند حاصل ہے۔ چنانچہ امام ترمذی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یوں روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ((إِنَّ اللَّهَ لَا يَجْمَعُ أُمَّةً مُحَمَّدٌ عَلَى صَلَالَةٍ، وَيَدُ اللَّهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَدَّ شُدْدَ فِي النَّارِ)) اور انہی سے روایت کرتے ہیں: ((اَتَّبِعُوا السَّوَادَ الْأَعْظَمَ فَإِنَّهُ مَنْ شَدَّ شُدْدَ فِي النَّارِ)) اور حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ((مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْإِسْلَامِ مِنْ عُنْقِهِ)) اس کے علاوہ اس بارے میں اور بہت سی احادیث موجود ہیں یہ احادیث اگرچہ آحاد ہیں لیکن ان سب کا مفہوم و معنی مشترک ہونے کی وجہ سے یہ حدیث اترک عروج کر کے متواتر معنوی کی سند پر جا پہنچتی ہیں اور یوں اجماع کی جیت کا قطعیت کے ساتھ فائدہ دیتی ہیں۔ اسی طرح قیاس کی جیت بھی قرآن و حدیث سے ثابت ہے، چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿فَاغْتَبِرُوا يَا أُولَى الْأَنْبَارِ﴾ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معروف و مشہور حدیث میں ہے کہ جب سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں یہیں بھیجنے کا ارادہ

کیا تو ان سے دریافت فرمایا: **بِمَ تَقْضِيْ؟** یعنی تم کس چیز کے ذریعے فیصلہ کرو گے۔ تو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی **بِكَسَابِ اللَّهِ** یعنی کتاب اللہ سے فرمایا کہ اگر تم وہاں نہ پاؤ تو؟ عرض کی سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے، فرمایا: اگر وہاں بھی نہ پاؤ تو؟ عرض کی: **أَجْتَهِدُ بِرَأْيِي** یعنی تو پھر میں اپنی رائے و قیاس سے کام لوں گا۔ اس پر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: **الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَفَقَ رَسُولُهُ بِمَا يَرْضِي بِهِ رَسُولُهُ** یعنی تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں کہ جس نے اپنے رسول کے قاصد کو اس چیز کی توفیق بخشی کہ جس سے اس کا رسول راضی ہے۔ یہاں اختصار کے سبب بقیہ حدیث دربارہ جحیت قیاس کو ترک کرتے ہیں، کتب ان احادیث سے ملبوہ ہیں۔

واضح رہے کہ اجماع و قیاس کے لئے قرآن و سنت سے کسی دلیل کا ہونا ضروری ہے چنانچہ علامہ عبدالغنی النابلسی علیہ رحمۃ اللہ القوی "شرح مرقاۃ الوصول" کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں کہ "اجماع کے لئے کسی ایسی دلیل یا علامت کا ہونا ضروری ہے جس کی طرف اجماع منسوب ہو سکے کیونکہ بغیر کسی داعی کے سب کا کسی ایک بات پر متفق ہونا عادۃ محال ہوتا ہے۔ اور اس لئے کہ وہ حکم جس پر اجماع منعقد ہوتا ہے اگر وہ دلیل سمعی سے نہ ہو تو دلیل عقلی سے ہو گا حالانکہ یہ بات طے ہے کہ ہمارے نزدیک عقل کا کوئی حکم ثابت نہیں۔"

حضرت سید ناعلامہ فتاواںی قلیس سرڑہ النوری نے اپنی کتاب "الشلویح" میں فرمایا: "جمہور علماء کرام حبہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک اجماع بغیر کسی دلیل و علامت کے جائز نہیں کیونکہ دلیل کا نہ ہونا خطا کو لازم کرتا ہے جبکہ دین میں بلا دلیل کوئی حکم دینا خطا ہے اور امت کا خطا پر اجماع (اتفاق) ممتنع (ناممکن) ہے، اسی طرح بغیر کسی داعی کے سب کا ایک بات پر متفق ہونا عادۃ محال ہے جیسے ایک ہی کھانا کھانے پر سب کا اتفاق ناممکن ہے۔ اور اجماع کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ سند کے پائے جانے کے بعد بحث ختم ہو جاتی ہے، مخالفت ناجائز قرار پاتی اور حکم قطعی

ہو جاتا ہے۔ پھر دلیل کے بارے میں بھی اختلاف ہے، جبکہ علماء کرام حرمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک اگر دلیل قیاس ہو تو یہ بھی درست ہے اور یہ واقع بھی ہے جیسے امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نماز کی امامت کروانے پر قیاس کرتے ہوئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت پر اجماع ہوا اور یہاں تک کہا گیا کہ ”اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، مُنَزَّهُ مِنَ الْعَيْبِ عَزَّوَ جَلَّ وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ حَنْ سے ہمارے دینی معاملہ میں راضی ہیں تو کیا ہم ان سے اپنی دینیوی معاملہ میں راضی نہ ہوں؟“ نیز اجماع کے لئے خبر واحد دلیل بن سکتی ہے، اس پر سب کا اتفاق ہے جیسا کہ عام کتابوں میں مذکور ہے۔

اسی طرح قیاس کے لئے بھی کسی اصل کا ہونا ضروری ہے جو قرآن یا سنت سے ثابت ہو کیونکہ قیاس تو حکم کو ظاہر کرنے والا ہوتا ہے نہ کہ اس کو ثابت کرنے والا۔ چنانچہ، ”شَرْحُ مِرْفَأَةِ الْوُصُولِ“ میں فرمایا：“قیاس مُظہر (یعنی حکم کو ظاہر کرنے والا) ہوتا ہے، مُثبِّت (یعنی حکم کو ثابت کرنے والا) نہیں ہوتا۔ اور ظاہر میں ”مُثبِّت“ (قرآن و سنت سے) دلیل اصل ہوتی ہے اور حقیقت میں اللہ عز و جل ہے۔

### اصول شرع کی ترتیب کی وجہ:

”شَرْحُ الْمَنَارِ لِابْنِ مَلِكٍ“ میں ہے：“اصول شرع میں قرآن پاک کو اس لئے مقدم کیا کہ یہ اعتبار سے جدت (دلیل) ہے اور اس کے بعد سنت کو رکھا کیونکہ اس کا جدت ہونا قرآن پاک سے ثابت ہے اور اجماع کو مُؤخر کیا کیونکہ اس کا جدت ہونا ان دونوں پر موقوف ہے۔“ پھر فرمایا：“قیاس اپنے حکم کی طرف نسبت کے اعتبار سے اصل اور قرآن و سنت اور اجماع کی طرف نسبت کے اعتبار سے فرع ہے۔“

### نوث:

سیدی عبدالغنی نابلسی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: سنت کا جدت ہونا قرآن پاک پر

موقوف ہے، اس کی وجہ اللہ عز و جل کا یہ فرمان عالیشان ہے:

وَمَا أَتَكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا تَرْجِمَهُ كُنْزُ الْأَيْمَانِ: اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ الو، اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔  
نَهِكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا (الحشر: ٧)

اور اجماع کا قرآن و سنت پر موقوف ہونا اس لئے ہے کہ اس کے لئے کسی دلیل کا ہونا شرط ہے۔ اور وہ ان دونوں میں سے کسی ایک سے ہو گی، اب چاہے وہ دلیل کوئی صریح آیت ہو یا حدیث نبوی اگرچہ خبر واحد ہی ہو یا پھر وہ دلیل قرآن یا سنت کی طرف راجح (لوٹنے والی) ہو۔ لہذا قرآن پاک ہر اعتبار سے اصل ہے جبکہ سنت، اجماع اور قیاس ایک اعتبار سے اصل اور ایک اعتبار سے فرع ہیں۔

اس گفتگو سے ثابت ہوا کہ حقیقت میں تمام احکام شرعیہ کا مرجع اور ان کو ثابت کرنے والے فقط دو ہیں اور وہ قرآن کریم اور سنت نبویہ (عَلَى صَاحِبِهَا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ) ہیں، باقی اصول انہیں دو کی طرف راجح ہیں۔

تاریخ اسلام میں چار مجتہدین مشہور ہیں۔ اللہ کریم ان مجتہدین اسلام پر حرم و کرم فرمائے کہ انہوں نے نہایت جانشناپی و عرق ریزی اور انہنکو کوشش سے قرآن و حدیث سے صحیح احکامات و مسائل کا استنباط و استخراج کر کے قیامت تک کے مسلمانوں کے لئے لائے عمل تیار فرمایا، اب جو شخص بھی ان میں سے کسی ایک کے طریقے پر عمل کرے گا ان شاء اللہ عز و جل نجات پائے گا جب کہ اس کے برخلاف جو قرآن و حدیث میں اپنی ناقص عقل کو دخل دے گا ٹھوکروں پر ٹھوکریں کھائے گا (عَفَانَا اللَّهُ مِنْهُ)۔

یہ مجتہدین کرام علم اصول فقہ میں بے پناہ مہارت و خداداد صلاحیت کی بناء پر وہ مسائل بھی حل فرمائیتے تھے جو کہ قرآن و حدیث میں صراحت نہیں ملتے اس طریقے سے مسائل کو حل کرنا قیاس کہلاتا ہے لیکن قیاس بھی نہ شخص کے بس کا کام ہے اور نہ ہر شخص کے لیے جائز۔

تفبیہ :

قرآن و حدیث اور دیگر علوم و فنون میں رسوخ کے سبب ان مجتهدین میں یہ اعلیٰ صفات موجود تھیں، لیکن آج کل جو اصول فقہ بصورت درس و تدریس پڑھائے جاتے ہیں ان سے اس فقہ کے ملکہ استنباط کا پیدا ہونا پیدا و مفقود ہے چنانچہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فتاویٰ رضویہ جلد 12 صفحہ 482 پر اشارہ فرماتے ہیں: ”وَمَجْتَهَدٌ خَوْدَ اَرْصَدَهَا سَالٌ مَفْقُودٌ اَسْتَقْبَلَ مَجْتَهَدٌ تَوْصِيدَهُوں مَفْقُودٌ ہے۔“ تاہم پھر بھی اس علم کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اس علم کے دیگر اور بھی فوائد ہیں جنہیں ”معارف الاحکام“ میں یوں بیان کیا گیا ہے:

(۱)..... مجتهد نے جن دلائل سے احکام کا استنباط کیا ہے ان سے آگاہی حاصل ہو جاتی ہے اور یوں غیر مجتهد کا ذہن احکام پر عمل کے لئے خوب مطمئن ہو جاتا ہے۔

(۲)..... جن احکام پر امام سے دلیل منقول نہیں ہوئی اس فن کے ذریعے اس دلیل سے آگاہی ہو سکتی ہے۔

(۳)..... ان اصول سے آگاہی کی وجہ سے اپنے مذهب کا دفاع آسان ہو جاتا ہے۔

(۴)..... وہ حوادث و نئے واقعات جو امام صاحب کے دور میں پیش نہیں آئے تھے ان کا حکم ان قواعد کی روشنی میں پیش کیا جا سکتا ہے۔

(۵)..... کچھ ایسے واقعات جو امام کے دور میں تھے مگر امام سے ان کے بارے میں نص یا تصریح نہ پہنچی تو ان قواعد و اصول کی روشنی میں انہیں بھی حل کیا جا سکتا ہے۔

اس تمام بحث کے بعد یہ بیان کرنا بھی زیادتی شوق کا باعث ہو گا کہ قرآن و حدیث سے مجتهدین کرام و فقہائے عظام کس طرح استنباط و استدلال کرتے ہیں چنانچہ اس کی چند مثالیں اختصار کے ساتھ پیش کی جاتی ہیں۔

## پہلی مثال:

فقہ کا قاعدہ ہے کہ: ”الاصل فی الاشیاء الاباحة“، یعنی اشیاء میں اصل ان کا جائز ہونا ہے۔ اس قاعدہ کا مطلب یہ ہے کہ تمام اشیاء و اعمال مباح ہیں اور جب تک کسی شے کے بارے میں حرمت و ممنوعیت کی دلیل نہ ہو اسے منوع و حرام نہیں کہا جاسکتا۔ اب اس اصول کا استخراج علماء و فقہاء نے جن نصوص سے کیا ہے ان میں سے بعض یہ ہیں: قرآن کریم میں ہے:

(1) ﴿فُلْ لَا أَجِدُ فِي مَا أُوْحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا﴾ [الانعام: ١٤٥]

(2) ﴿فُلْ تَعَالُوا أَتُلُّ مَا حَرَمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ﴾ [الانعام: ١٥١]

(3) ﴿وَمَا آتَكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾ [الحشر: ٧]

ان آیات سے معلوم ہوا کہ جس کے بارے میں حرمت کی دلیل نہ ہو وہ جائز و مباح ہے نیز جس چیز سے منع کیا جائے وہی منوع ہے اور جس سے منع نہ کیا جائے یا جس کے بارے ممنوعیت کی دلیل نہ ملے وہ مباح و حلال ہے۔ اسی طرح بہت سی احادیث سے بھی اس قاعدے کا استنباط و استخراج ہوتا ہے۔ مثلاً:

(1) .....((عن سعد بن وقاص عن أبيه ان النبي صلی الله تعالى عليه وسلم قال ان اعظم المسلمين جرما من سأله عن شيء لم يحرم فحرم من أجل مسئلته)) (صحیح بخاری)

(2) .....((الْحَلَالُ مَا أَحَلَ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ وَالْحَرَامُ مَا حَرَمَ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ، وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ مِمَّا عُفِيَ عَنْهُ)). رواه ابن ماجه والترمذی

(3) .....((إِنَّ اللَّهَ فَرَضَ فَرَائِضَ فَلَا تُضِيغُوهَا وَنَهِيَ عَنْ أَشْيَاءِ فَلَا تَنْهِيُّكُوهَا وَحَدَّ حُدُودًا فَلَا تَغْتَدُّوْهَا وَسَكَتَ عَنْ أَشْيَاءَ مِنْ غَيْرِ نُسْيَانٍ فَلَا تَبْحَثُوا عَنْهَا)). رواه الطبرانی

دوسری مثال:

”الضرورات تبيح المحظورات“ یعنی ضرورت کے تحت ممنوعات بھی مباح و جائز ہو جاتے ہیں۔ اس اصل کا اتھر ارج و استنباط درج ذیل آیات سے ہوتا ہے:

(1) ..... ﴿ وَقَدْ فَصَلَ لَكُم مَا حَرَمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرْرُتُمْ إِلَيْهِ ﴾

[الانعام: 119]

(2) ..... ﴿ إِنَّمَا حَرَمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أَهْلَ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ فَمِنْ اضْطُرَّ إِلَيْهِ بَاعَ وَلَا عَادِ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ ﴾ [البقرة: 173]

ان آیات سے شراب و خنزیر وغیرہ کی حرمت ثابت ہوتی ہے لیکن حالت اضطرار میں ان اشیاء کو حلال و مباح کر دیا گیا ہے، جیسے اگر بھوک یا بیاس سے کسی کی جان جا رہی ہو اور اسے خنزیر کا گوشت یا شراب میسر ہو تو انہیں کھایا پی کر جان بچائے اسی طرح اور بہت سی آیات و احادیث سے علماء و فقهاء نے اصول و قواعد اور مسائل و احکام کا استنباط کیا ہے جن کی تفصیل و تشریح سے کتب دینیہ مالا مال ہیں ان اصول و قواعد اور ان کی شرح کا مطالعہ کرنے سے عقول جیران رہ جاتی ہیں جب کہ اس زمانے میں موجودہ دور جیسی سہولیات مثلاً بھلی کمپیوٹر و جدید نظام چھپائی موجود نہ تھا پھر بھی علوم کا اتنا بڑا ذخیرہ ہمیں ان بزرگوں سے ملا ہے بلا مبالغہ جتنا کام ان عظیم حضرات میں سے ہر ہر فرد نے کیا ہے سینکڑوں لوگ بھی آج مل کر ایسا کام نہیں کر سکتے اللہ تعالیٰ ہمیں ان بزرگوں کی پیروی کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔

شعبہ درسی کتب  
المدينة العلمیہ (دعوت اسلامی)

## سبق نمبر (1)

﴿.....ابتدائی باتیں.....﴾

کسی بھی علم کی تخلیص سے پہلے اس کی تعریف، موضوع، غرض و غایت وغیرہ کا جاننا نہایت ضروری ہے کیونکہ ان کے بغیر اس علم کا حاصل کرنا عبث و بے کار ہے اسی وجہ سے ہر علم کے شروع میں ان تمام امور کو بیان کیا جاتا ہے۔ چنانچہ سب سے پہلے علم اصول فقه کی تعریف، موضوع اور غرض و غایت بیان کی جاتی ہے۔

**اصول فقه کا لغوی معنی اور مفہوم :**

”اصول“ اصل کی جمع ہے اور اصل کا معنی ہے ”ما یتنی علیہ غیرہ“ یعنی جس پر کسی دوسری شی کی بنیاد رکھی جائے اور ”فقہ“ کا لغوی معنی ”فهم و فراست“ ہے۔

اس کا مطلب قوانین اور قواعد و صوابط کا ایسا مجموعہ ہے جس کی بنیاد پر شرعی دلائل سے احکام شرعیہ اخذ کئے جاتے ہیں۔ بالفاظ دیگر یہ ”فلکر اسلامی کا قانون“ ہے۔

**علم اصول فقه کی اصطلاحی تعریف :**

علم اصول فقه ایک ایسا علم ہے جس میں ادیلہ کے ذریعے احکام ثابت کئے

جاتے ہیں۔

**نوت:**

اُدِلَّہ سے مراد قرآن، حدیث، اجماع و قیاس ہیں۔ انھیں اصول فقہ بھی کہتے ہیں۔

### اصول فقہ کا موضوع :

علم اصول فقہ کا موضوع اُدِلَّہ اور احکام شرعیہ ہیں۔

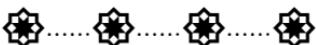
### اصول فقہ کی غرض و غایت :

احکام شرعیہ کو دلائل کے ساتھ جاننا علم اصول فقہ کو حاصل کرنے کی غرض و غایت ہے۔

### اصول فقہ کی تعداد :

اصول فقہ چار ہیں اور انہیں سے احکام شرعیہ ثابت کئے جاتے ہیں۔

۱۔ قرآن ۲۔ حدیث ۳۔ اجماع ۴۔ قیاس



### چند قواعد اصولیہ .....☆☆

(۱) ..... صِيغَةُ الْأَخْبَارِ أَكْدُّ مِنْ صِيغَةِ الْأَمْرِ (فتاویٰ رضویہ ۳۵)

(۲) ..... الْأَخْيَمَالُ إِذَا لَمْ يَكُنْ عَنْ دَلِيلٍ لِمَ يُعَارِضِ الْيَقِينَ (فتاویٰ رضویہ ۱۷)

(۳) ..... الْأَسَاءَةُ دُونَ كَرَاهَةِ التَّحْرِيمِ وَفَوْقَ كَرَاهَةِ التَّنْزِيْهِ (فتاویٰ رضویہ ۲۰۵)

(۴) ..... لَا يَلْزَمُ مِنْ تَرْكِ الْمُسْتَحِبِ ثَبُوتُ الْكَرَاهَةِ (فتاویٰ رضویہ ۶۲)

## سبق نمبر (2)

﴿.....بِحِثٍ اُولٍ: کتاب اللہ.....﴾

قرآن مجید :

احکام شرعیہ کا بنیادی مأخذ قرآن مجید ہے اور اس سے مراد وہ کلام ہے جو نبی اکرم سرورد عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا، مصاہف میں لکھا گیا اور بطریق تواتر نقل ہوتے ہوئے ہم تک پہنچا۔ اصول فقہ میں قرآن پاک کی تقریباً پانچ سو آیات مبارکہ سے بحث کی جاتی ہے کیونکہ احکام شرعیہ کا تعلق انہی سے ہے (یعنی ان ہی آیات سے احکام کا استنباط ہوتا ہے اور بقیہ جو آیات مبارکہ ہیں وہ قصصِ اُمّم سابقة (گذشتہ امتوں کے واقعات) اور تبیشر و تنذیر پر مشتمل ہیں۔

حلال و حرام کے احکام کو قرآنی دلائل سے جاننا قرآن کے الفاظ کی اقسام کو جاننے پر موقوف ہے لہذا سب سے پہلے قرآنی الفاظ کی اقسام ذکر کی جاتی ہیں۔

### قرآنی آیات والفاظ کی تقسیم

استدلال واستنباط کے اعتبار سے قرآن پاک کے کلمات کی چار تقسیمات ہیں:

(۱) .....الفاظ کی وضع معانی کیلئے۔

اس اعتبار سے قرآنی آیات والفاظ کی چار اقسام ہیں:

1-خاص 2-عام 3-مشترک 4-مَوَول

(۲).....الفاظ کے معانی کاظھور و خفاء۔

اس لحاظ سے قرآنی آیات والفاظ کی آٹھ اقسام ہیں:

چار ظھور کے اعتبار سے: 1-ظاہر 2-نص 3-مفسر 4-محکم

اور چار خفاء کے اعتبار سے: 1-خفی 2-مشکل 3-مجمل 4-تشابہ

(۳).....الفاظ اور جملوں کا معانی میں استعمال۔

اس اعتبار سے بھی قرآنی آیات والفاظ کی چار اقسام ہیں:

1-حقیقت 2-مجاز 3-صریح 4-کناہیہ

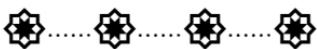
(۴).....طریقہ استدلال۔

اس اعتبار سے بھی قرآنی آیات والفاظ کی چار اقسام ہیں:

1-عبارة انص 2-اشارۃ انص 3-دلالت انص 4-اقضاء انص

**نوت:**

استدلال سے مراد مذکورہ چار بنیادی مأخذ (اصول فقہ) سے کسی مسئلہ کو ثابت کرنا ہے۔



## سبق نمبر (3)

.....خاص و عام کا بیان.....

خاص ہر وہ لفظ ہے کہ جو کسی معنی معلوم یا مُسْمَی معلوم کیلئے انفرادی طور پر وضع کیا گیا ہو۔

**نوت:** مُسْمَی معلوم سے مراد کوئی بھی ذات معلومہ ہے۔ جیسے زید، آدمی، انسان۔

### خاص کی اقسام

خاص کی تین قسمیں ہیں:

(۱).....خاص الفرد جیسے ”زید“ (۲).....خاص النوع جیسے ”رجل“

(۳).....خاص الجنس جیسے انسان۔

### خاص کا حکم :

(۱).....خاص اگر کتاب اللہ میں ہو تو اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔

(۲).....اگر خاص کے مقابلہ میں خبر واحد یا قیاس آجائے، تو خاص کے حکم میں بغیر کسی تغیر و تبدل کے دونوں کے مابین تطبیق ممکن ہو تو فبھا، ورنہ کتاب اللہ پر عمل کیا جائے گا۔

### خاص کی مثال : (خاص الفرد)

اللہ عز و جل نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: ﴿وَالْمُطَّلَّقُثُ يَتَرَبَّصُنَ

بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةٌ قُرُوَءٌ ﴿٢٢٨﴾ [البقرة: ٢٢٨] [ترجمہ کنز الایمان: ”اور طلاق والیاں اپنی جانوں کو روکے رہیں تین ہیض تک، اس آیت میں لفظ ”ثلاثہ“ ایک عدد خاص ہے جو کہ دو سے زائد اور چار سے کم پر دلالت کرتا ہے۔

### عام کی تعریف :

عام ہر وہ لفظ ہے جو افراد کی ایک جماعت کو یا تلفظاً شامل ہو۔ جیسے: ”مسلمون“ اور ”مشرکون“، یا معنی۔ جیسے ”من“ اور ”ما“۔

### ☆.....عام کی اقسام.....☆

عام کی مندرجہ ذیل دو قسمیں ہیں:

(۱).....عام مخصوص (۲).....عام غیر مخصوص

### عام مخصوص :

عام کے حکم میں سے ایک یا کچھ افراد کو خارج کر دیا جائے تو اسے عام مخصوص کہتے ہیں۔ جیسے اگر کہا جائے: ”اقتلوا المشرکین ولا تقتلوا اہل الذمہ“ یعنی تمام مشرکین کو قتل کر دو سوائے ذمیوں کے، تو پہلے قتل کا حکم عام تھا یعنی تمام مشرکین کو قتل کرنے کا حکم تھا پھر بعد میں ذمیوں کو اس حکم عام سے خارج کر دیا گیا۔ لہذا اب ذمیوں کو خارج کر کے جتنے بھی مشرکین بچے وہ ”عام مخصوص“ کہلائیں گے۔

### عام مخصوص کا حکم :

اس میں موجود بقیہ افراد کے حکم پر عمل کرنا واجب ہے لیکن ان افراد میں بھی

تخصیص کا احتمال باقی رہتا ہے لہذا جب بقیہ افراد کی تخصیص پر کوئی دلیل قائم ہو جائے تو ان کو بھی تخصیص کے ذریعے عام کے حکم سے خارج کرنا جائز ہے اور اس کی تخصیص خبر واحد اور قیاس سے کی جاسکتی ہے حتیٰ کہ یہ تخصیص اس وقت تک درست ہے جب تک کہ عام میں کم از کم تین افراد نہ رہ جائیں اور اس کے بعد مزید تخصیص کی ہرگز ناجائز نہیں لہذا اب بلا احتمال اس پر عمل کرنا واجب ہے۔

### عام غیر مخصوص :

عام کے حکم سے اگر کسی فرد کو بھی خارج نہ کیا جائے تو اسے ”عام غیر مخصوص“ کہتے ہیں۔ جیسے اللہ عز و جل نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: ﴿فَاقْرَأُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ﴾ [المزمل: ۲۰] ترجمہ نکرزا یمان: ”اب قرآن میں سے جتنا تم پر آسان ہو اتنا پڑھو۔“ اس آیت مبارکہ میں لفظ ”ما“ عام ہے اور اس کے حکم یعنی قراءت سے کسی فرد (آیت یا سورت) کو خاص نہیں کیا گیا، مطلب یہ ہے کہ قرآن پاک کے کسی بھی مقام سے جتنا چاہونماز میں تلاوت کرو۔

### نوت:

عام غیر مخصوص کا حکم خاص کی طرح ہے۔

”من“ اور ”ما“ کا مفہوم اور ان کے مابین وجہ فوق دونوں اصل کے اعتبار سے عموم کے لئے ہیں لیکن خصوص کا بھی احتمال رکھتے ہیں اور وجہ فرق یہ ہے کہ ”من“ ذوی العقول کیلئے مستعمل ہے لیکن کسی قرینہ کی بناء پر کبھی غیر ذوی العقول کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ جبکہ ”ما“ کا

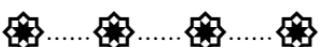
معاملہ اس کے برعکس ہے یعنی ”ما“، غیر ذوی العقول کیلئے مستعمل ہے لیکن کسی قرینہ کی بناء پر بھی ذوی العقول کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے۔

### ”من“ کے عموم کی مثال :

کسی شخص نے کہا ”مَنْ شَاءَ مِنْ عَبِيدِيَ الْعَنْقَ فَهُوَ حُرٌ“ (میرے غلاموں میں سے جو آزادی چاہے وہ آزاد ہے) اس کے بعد سب غلاموں نے ایک ساتھ ہی آزاد ہونا چاہا تو سب غلام آزاد ہو جائیں گے۔ اس لئے کہ کلمہ ”من“ عام ہے جو تمام غلاموں کو شامل ہے۔

### ”ما“ کے عموم کی مثال :

امام محمد رحمہ اللہ نے ایک مثال ذکر کی ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی باندی (لونڈی) سے کہے: ”إِنْ كَانَ مَا فِي بَطْنِكِ غَلَامًا فَانْتِ حُرَّةٌ“، (یعنی اگر تیرے پیٹ میں لڑکا ہے تو تو آزاد ہے) اس کے بعد اس باندی نے ایک بچہ اور ایک بچی جنی تو وہ آزادی کی مستحق نہیں ہو گی کیونکہ ”ما“ کا عموم اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ بچہ ہی جنے لیکن جب اس نے بچے کے ساتھ بچی کو جھانا تو کلمہ ”ما“ کا مستحقی پورا نہ ہونے کی وجہ سے وہ آزاد نہیں ہو گی۔



## سبق نمبر (4)

مطلق و مقييد کا بیان ..... ﴿

**مطلق کی تعریف :**

وہ اسم جس سے بغیر کسی قید کے مسمی مراد لیا جائے خواہ وہ صفت ہو یا اسم جنس۔

**مطلق کی مثال :**

اللَّهُ أَعْزُزُ وَجْلَ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: ﴿الْزَانِيَةُ وَالْزَانِي فَاجْلِدُوَا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِئَةَ جَلْدٍ﴾ [النور: ٢] [ترجمہ کنز الایمان: ”جعورت بدکار ہوا در جو مرد تو ان میں ہر ایک کو سوکوڑے لگاؤ۔“ اس آیت مبارکہ میں اللہ عز و جل نے زانی مرد و عورت کیلئے فقط ”مئہ جلدہ“ یعنی سوکوڑوں کی سزا مقرر فرمائی ہے لہذا اس مطلق پر بطور حد مزید کسی قسم کی زیادتی یعنی ”تغیریب عام“ (ایک سال کیلئے جلاوطنی) نہیں کی جائے گی۔

**مطلق کا حکم :**

جب مطلق کے اطلاق پر عمل کرنا ممکن ہو تو اس پر خبر واحد یا قیاس سے زیادتی کرنا جائز نہیں۔

**مقييد کی تعریف :**

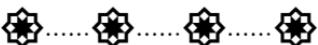
وہ اسم جس سے مع القيد مسمی مراد لیا جائے خواہ وہ صفت ہو یا اسم جنس۔

## مقید کی مثال :

اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: ﴿وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ﴾ [النساء: ٩٢] ترجمہ کنز الایمان: ”اور جو کسی مسلمان کو نادانستہ قتل کر لے تو اس پر ایک مملوک مسلمان کا آزاد کرنا ہے۔“ اس آیت مبارکہ میں اللہ عزوجل نے کسی مومن کو غلطی سے قتل کرنے کی صورت میں بطور کفارہ غلام (مرد یا عورت) کو آزاد کرنے کا حکم ارشاد فرمایا، لیکن اس غلام میں مومن ہونے کی قید لگا کر اسے مقید فرمادیا لہذا اب قتل خطا کے کفارے میں ہر غلام کو آزاد نہیں کیا جا سکتا بلکہ صرف مومن ہی کو آزاد کیا جائے گا۔

## مقید کا حکم :

جب کوئی لفظ مقید وارد ہو تو اس میں قید کا اعتبار کرنا واجب ہے جب تک کوئی ایسا لفظ وارد نہ ہو جو اس قید کو باطل کرنے کا فائدہ دے۔



### بیماری بھی نعمت ہے

علیٰ حضرت امام الہلسنت مجدد دین ولت حضرت علامہ مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ملفوظات شریف میں فرماتے ہیں: ”اگر چالیس دن گزر جائیں کہ کوئی علت (یعنی بیماری یا تکلیف) یا قلت (نگی) یا ذلت نہ ہو تو خوف کرے کہ بھیں چھوڑ نہ دیا گیا۔“ (ملفوظات اعلیٰ حضرت، حصہ اول، ص ۲۰۹، مکتبۃ المدینہ)

# سبق نمبر (5)

﴿.....مشترک و مَوْلَ کا بیان.....﴾

**مشترک کی تعریف :**

مشترک وہ لفظ ہے جو دو یادو سے زائد مختلف معانی کیلئے وضع کیا گیا ہو۔

**مشترک کی مثال :**

لفظ ”مشتری“ دو معانی میں مستعمل ہے یعنی ”خریدار“ اور ”آسمانی ستارہ“ اسی طرح لفظ ”جاریہ“، کبھی ”لوگدی“ کے لئے استعمال ہوتا ہے اور کبھی ”کشتی“ کے لئے۔ لہذا یہ دونوں الفاظ مشترک ہیں۔

**مشترک کا حکم :**

مشترک کے کئی معانی میں سے جب کوئی معنی بطور مراد متعین ہو جائے تو دیگر معانی کا اعتبار ساقط ہو جائے گا۔ جیسے اگر کہا جائے ”جاءَ الْمُشْتَرِيْ بالْمَبِيْعِ“ تو یہاں لفظ ”مشتری“ سے ”خریدار“ ہی مراد لیا جائے گا اگرچہ یہ آسمانی ستارے کے لئے بھی مستعمل ہے لیکن یہ معنی اس لئے نہیں لیا جا سکتا کیوں کہ لفظ مشتری سے پہلے ”جاءَ“ اور اس کے بعد ”المبیع“ ایسے قرآن موجود ہیں جن سے قائل کی مراد کھل کر سامنے آ جاتی ہے۔

## مؤول کی تعریف :

جب غالب رائے سے مشترک کے کسی ایک معنی کو ترجیح حاصل ہو جائے تو اسے مؤول کہتے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ حَتَّىٰ تَنِكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ ﴾ [البقرة: ۲۳۰] ترجمہ کنز الایمان: ”جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔“ لفظ ”نکاح“ کا معنی عقد (شادی) بھی ہے اور ”وٹی“ بھی لیکن احناف نے جب غالب رائے سے یہاں ایک معنی یعنی ”وٹی“ مراد لے لیا تو اس آیت میں موجود لفظ نکاح مؤول ہو گیا یعنی اس کا ایک معنی غالب رائے سے ترجیح پا گیا۔

### نوث:

غالب رائے سے مراد قیاس سے حاصل ہونے والا ظن یا خبر و احادیث نصوص میں موجود دیگر قرآنی ہیں۔

## مؤول کا حکم :

مؤول پر عمل کرنا واجب ہے لیکن اس میں خطا کا احتمال رہتا ہے۔ کیونکہ اس میں تاویل مجتہد کی طرف سے ہوتی ہے اور دلیل ظنی کے ساتھ لفظ کی مراد بیان کی جاتی ہے، بالفاظ دیگر اپنے مرادی معنی میں قطعی نہ ہونے کی وجہ سے اس میں دوسرے معنی کا بھی احتمال باقی رہتا ہے۔ اسی وجہ سے اس کے منکر کو کافر نہیں کہتے۔



# سبق نمبر (6)

..... حقیقت و مجاز کا بیان .....

## حقیقت و مجاز کی تعریف :

لغت کے واضح نے جو لفظ جس معنی کے کئے وضع کیا اگر وہ لفظ اسی معنی میں استعمال ہو تو حقیقت ورنہ مجاز کہلاتا ہے۔ جیسے اگر ”شیر“ کے لئے لفظ (اسد) بولا جائے تو حقیقت اور کسی ”بہادر شخص“ کے لئے بولا جائے تو مجاز ہے۔ کیونکہ واضح نے لفظ (اسد) کو شیر کے لئے وضع کیا تھا نہ کسی بہادر شخص کے لئے۔

اسی طرح فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ : لا تَبِيِّعُوا الدِّرْهَمَ بِالدِّرْهَمِينَ وَلَا الصَّاعَ بِالصَّاعِينَ۔ (ایک درہم کو دو درہموں کے عوض اور ایک صاع کو دو صاع کے عوض مت پیچو) اس حدیث سے یہ مراد ہے کہ ایک صاع (جو کہ ایک پیانہ ہے) کو دو صاع کے عوض مت پیچو بلکہ اس بات پر علماء کا اجماع ہے کہ یہاں صاع سے مراد مجاز اور شی ہے جو اس پیانے (صاع) میں ناپ کر دی جاتی ہے۔ لہذا یہاں ظرف بول کر مظروف مراد لیا گیا ہے۔

## نوت:

(۱) ..... لفظ صاع سے پیانہ مراد لینا حقیقت اور اس پیانے میں ناپ کر دی جانے والی چیز مراد لینا مجاز ہے۔

(۲)..... صاع تقریباً چار کلوائیک سوگرام کا ہوتا ہے۔

**تنبیہ:**

ایک لفظ سے ایک ہی حالت میں حقیقت اور مجاز دونوں مراد نہیں لئے جاسکتے یا تو حقیقی معنی مراد ہو گا یا مجازی جیسے سابقہ مثال، کیونکہ حقیقت اصل ہے اور مجاز مستعار۔

## ☆..... حقیقت کی اقسام.....☆

حقیقت کی مندرجہ ذیل تین اقسام ہیں:

(۱)..... حقیقت متعذرہ (۲)..... حقیقت مجبورہ (۳)..... حقیقت مستعملہ

**(۱)..... حقیقت متعذرہ :**

ایسی حقیقت جس پر عمل مشکل ہو۔

**مثال :**

کسی شخص نے قسم کھائی کہ میں اس کنویں سے نہیں پیوں گا تو اس سے اس کا حقیقی معنی (کنویں میں اتر کر پینا مراد نہیں لیا جائے گا) کیونکہ اس قسم کا فعل عادۃ مشکل ہے بلکہ چلو یا کسی برتن کے ذریعے پینا مراد لیا جائے گا۔ اسی لئے اگر حالف (قسم کھانے والا) کنویں میں داخل ہو کر بتکلف منہ سے پی بھی لے تو قسم نہیں ٹوٹے گی کیونکہ اس پر عمل کرنا عادۃ مشکل ہے تو اس قول سے مجازی معنی چلو بھر کر پینا یا کسی برتن سے پینا مراد ہو گا۔

**(۲)..... حقیقت مجبورہ :**

ایسی حقیقت جس پر عمل کرنا تو آسان ہو لیکن لوگوں نے اس پر عمل کرنا چھوڑ

دیا ہو۔

### مثال :

اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں فلاں کے گھر میں قدم نہیں رکھوں گا تو اس سے اس کا حقیقی معنی ”قدم رکھنا“ مراد نہیں لیا جائے گا کیونکہ لوگ اس سے یہ معنی مراد نہیں لیتے بلکہ عرف کے مطابق ”گھر میں داخل ہونا“ مراد لیا جائے گا۔

### حقیقت متعذرہ و مهجورہ کا حکم :

جب حقیقت متعذر ریا مهجور ہو تو بالاتفاق مجازی معنی مراد لئے جائیں گے۔

### (۳) ..... حقیقت مستعملہ :

ایسی حقیقت جس پر عمل کیا جاتا ہو اگرچہ اس کے مجاز پر بھی عمل ہوتا ہو۔

### مثال :

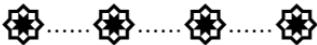
اگر کسی شخص نے قسم کھائی کہ میں اس گندم سے نہیں کھاؤں گا تو اس سے ”گندم کے دانے کھانا“ مراد لینا حقیقت ہے اور ”آٹا، ستو، روٹی وغیرہ کھانا“ مراد لینا مجاز ہے اور یہ دونوں ہی مستعمل ہیں۔

### حقیقت مستعملہ کا حکم :

حقیقت مستعملہ کی دو صورتیں ہیں یا تو اس کا مجاز متعارف ہو گا یا نہیں اگر مجاز متعارف ہے تو امام صاحب کے نزدیک حقیقت پر عمل کرنا اولی ہے جبکہ صاحبین کے نزدیک عموم مجاز پر عمل کرنا اولی ہے اور اگر مجاز متعارف نہیں ہے تو بالاتفاق حقیقت پر عمل کرنا اولی ہے۔

## مجاز کا حکم :

مجاز کی طرف اسی وقت پھریں گے جبکہ حقیقت متعذر یا بھور ہو۔



### فوائد اصولیہ

- ☆..... جو مبارحہ نیت محسودہ کیا جائے وہ شرعاً محسود ہو جاتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ۲۸۳/۲۳)
- ☆..... جو دلالت انص سے ثابت ہو وہ اسی طرح ہوتا ہے جیسے نص سے ثابت ہو۔ (ایضا)
- ☆..... علماء جب کراہت مطلق بولتے ہیں تو اس سے کراہتی تحریم مراد لیتے ہیں۔ (ایضاں ۵۰۱)
- ☆..... ہر کمر و تحریکی گناہ صغیرہ ہے اور ہر صغیرہ اصرار سے کبیرہ ہو جاتا ہے۔ (ایضاں ۵۲۳)
- ☆..... (المعروف کا مشر و ط) یعنی عرف میں جو کچھ مشہور ہے وہ اسی طرح ہے جیسے شرط کر دیا گیا۔ (ایضاں ۵۳۷)

☆..... جس چیز کا لینا حرام ہے اس کا دینا بھی حرام ہے۔ (ایضا)

### فقہ عملی کی اقسام

فقہ عملی کی تین اقسام ہیں:

(۱)..... عبادات (۲)..... معاملات (۳)..... عقوبات

☆..... عبادات: یہ پانچ ہیں:

(۱)..... نماز (۲)..... روزہ (۳)..... حج (۴)..... زکوہ (۵)..... جہاد

☆..... معاملات: یہ بھی پانچ ہیں:

(۱)..... معاوضات مالیہ (۲)..... مناکحات (۳)..... مخاصمات (۴)..... امانات (۵)..... برکات

☆..... عقوبات: یہ بھی پانچ ہیں:

(۱)..... قصاص (۲)..... حد سرقہ (۳)..... حد زنا (۴)..... حد قذف (۵)..... حد ارتداد

(مجموعہ قواعد الفقہ ص ۳)

## سبق نمبر (7)

**لفظ کے کل یا بعض حقیقی معنی چھوڑ دینے کی صورتیں**

جب حقیقت پر عمل مشکل یا ناممکن ہو تو کبھی لفظ کی حقیقت کے کل افراد چھوڑ دینے جاتے ہیں اور کبھی بعض، جب کسی لفظ کی حقیقت کے کل افراد چھوڑ دینے جائیں تو مجاز کی طرف پھرنا ضروری ہوتا ہے لیکن جب کل افراد نہ چھوڑے گئے ہوں بلکہ بعض چھوڑ دینے گئے ہوں تو اس وقت مجاز کی طرف نہیں پھریں گے بلکہ حقیقت قاصرہ (یعنی حقیقت کے بعض افراد) مراد لیں گے (کیونکہ کلام میں اصل حقیقت ہے)۔

ہم یہاں لفظ کی حقیقت کے کل یا بعض افراد چھوڑ دینے کی کچھ وجوہات اور ان کی صورتیں بیان کرتے ہیں۔

### (۱) ..... دلالت عرف:

بعض اوقات دلالت عرف کی بناء پر لفظ کی حقیقت کے کل یا بعض افراد کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ جیسے اگر کسی شخص نے قسم کھائی کہ میں سننہیں کھاؤں گا تو لفظ ”سر“ اپنے مدلول کے تمام افراد کو شامل ہے چاہے گائے بھیں بکری کا سر ہو یا چڑیا کا لیکن عرف میں اس قسم کے جملے سے چڑیا کا سر مراد نہیں لیا جاتا بلکہ گائے بکری وغیرہ کے سر مراد ہوتے ہیں اور یہی حقیقت قاصرہ ہے لہذا معلوم

ہوا کہ یہاں حقیقت کے بعض افراد یعنی چڑیا وغیرہ کے سرکو عرف کی بناء پر چھوڑ دیا گیا ہے اسی لئے اگر حالف نے اس قسم کے بعد چڑیا کا سرکھا لیا تو اس سے نہ قسم ٹوٹے گی اور نہ کفارہ لازم آئے گا۔ اسی طرح بعض اوقات لفظ کی حقیقت کے تمام افراد کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔

### (۲) ..... دلالت نفسِ کلام :

بعض اوقات دلالت نفسِ کلام کی بناء پر لفظ کی حقیقت کے کل یا بعض افراد کو چھوڑ دیا جاتا ہے یعنی کلام ہی ایسا ہو کہ ترک حقیقت پر دلالت کرے۔ جیسے اگر کوئی شخص کہے کہ میرا ہر مملوک آزاد ہے تو اس کلام کی وجہ سے وہی مملوک آزاد ہو گا جو کلی طور پر اس کی ملکیت میں ہو لہذا مکاتب غلام یا وہ غلام کہ جس کا بعض آزاد ہو، آزاد نہیں ہوں گے کیونکہ یہ مکمل طور پر اس کی ملکیت میں نہیں۔

### (۳) ..... سیاقِ کلام کی دلالت :

بعض اوقات دلالت سیاقِ کلام کی بناء پر لفظ کی حقیقت کے کل یا بعض افراد کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی مسلمان کسی حریبی کا فر سے کہے کہ ”نیچے اتر اگر تو مرد ہے“، تو سیاقِ کلام اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اسے نیچے اترنے کی اجازت نہیں دی جا رہی بلکہ اسے دھمکی دی جا رہی ہے۔

### نوت :

آگے آنے والے کلام کو سیاقِ کلام اور گز رجاء نے والے کلام کو سباقِ کلام کہتے ہیں۔ مذکورہ مثال میں ”اگر تو مرد ہے“، سیاقِ کلام اور ”نیچے اتر“ سباق

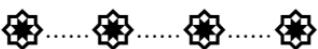
کلام ہے۔

#### (4) ..... دلالت متکلم :

بعض اوقات دلالتِ متکلم کی بناء پر لفظ کی حقیقت کے کل یا بعض افراد کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ یعنی متکلم کی حالت ایسی ہوتی ہے کہ اسے دیکھ کر اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یہاں اس کے کلام کی کیا مراد ہے۔ مثلاً اگر کوئی مسافر کہے کہ مجھے گوشت لا دو تو اس کے کلام کا حقیقی معنی تو یہ ہے کہ کچا گوشت لایا جائے لیکن اس کا مسافر ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہاں اس کی مراد کچا گوشت نہیں بلکہ پکا ہوا گوشت ہے۔

#### (5) ..... محل کلام کی دلالت :

بعض اوقات دلالتِ محل کلام کی بناء پر لفظ کی حقیقت کے کل یا بعض افراد کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ یعنی جس کے بارے میں کلام چلا یا گیا ہو اس پر کلام کے حقیقی معنی صادق ہی نہ آئیں۔ مثلاً اگر کوئی آزاد عورت کسی مرد سے یہ کہے کہ ”میں نے اپنا آپ تجھے بیچا“ تو یہ بع نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ عورت آزاد ہے لہذا یہاں اس کے کلام کے حقیقی معنی کو چھوڑ کر مجازی معنی یعنی ”نکاح“، ”مراد لیا جائے گا۔ اور حقیقی معنی کو اس لئے چھوڑ دیا گیا کہ عورت بع نجع کا محل ہی نہیں کہ اس پر یہ کلام صادق آئے۔



# سبق نمبر (8)

..... صریح و کناہ کا بیان .....

## صریح کی تعریف :

صرتھ و لفظ ہے جس کی مراد بالکل واضح ہواں طور پر کہ جب وہ لفظ بولا جائے تو مراد سمجھھ میں آجائے۔

## صریح کی مثال :

اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا ”انت طالق“ تو فوراً طلاق واقع ہو جائے گی اگرچہ وہ یہ کہے کہ غلطی سے میرے منہ سے نکل گیا تھا یا میں نے طلاق کی نیت نہیں کی تھی کیونکہ لفظ ”طالق“ طلاق دینے میں بالکل صریح ہے اس میں نیت کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

## نوت :

صرتھ میں نیت و تاویل کا اعتبار اس لئے نہیں ہوتا کیونکہ اس طرح تو کوئی بھی شخص کچھ بھی صراحت کہہ کر مکر سکتا ہے حتیٰ کہ معاذ اللہ کلمہ کفر تک بک کریہ کہہ سکتا ہے کہ میری یہ نیت نہیں تھی۔ فتاویٰ رضویہ جلد ۱۵ ص ۱۸۹ پر شفاء شریف کے حوالے سے ہے کہ: ”التاویل فی لفظ صراح لا یقبل یعنی صریح لفظ میں تاویل قبول نہیں کی جاسکتی۔“

**صریح کا حکم :**

صریح سے کلام کی مراد ثابت ہو جاتی ہے اگرچہ وہ خبر، صفت یا ندای کیوں نہ ہو اور اس میں نیت کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔

**کنایہ کی تعریف :**

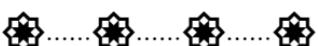
کنایہ وہ لفظ ہے جس کی مراد پوشیدہ ہو۔

**کنایہ کی مثال :**

اگر کسی نے اپنی زوجہ سے کہا ”آنٹِ بائیں“ یعنی تو جدا ہے تو محض اس کے تکلم سے طلاق واقع نہ ہوگی کیونکہ بائیں کے معنی تو معلوم ہیں یعنی ”عورت جدا ہے“، لیکن یہ نہیں معلوم کہ عورت مال سے جدا ہے یا خاندان سے یا شوہر سے۔ اس لئے طلاق کے واقع ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ شوہر طلاق کی نیت کرے یا ندا کرہ طلاق موجود ہو، ورنہ طلاق واقع نہیں ہوگی۔

**کنایہ کا حکم :**

نیت یا دلالتِ حال پائے جانے کے وقت کنایہ کا حکم ثابت ہوتا ہے جیسے: ”آنٹِ بائیں“ سے اس وقت طلاق واقع ہوگی جب قائل نیتِ طلاق کرے یا پھر ندا کرہ طلاق ہو۔



# سبق نمبر (9)

..... ظہور و خفا کی اقسام .....

## متقابلات :

متقابلات سے مراد وہ آٹھ چیزیں ہیں جو ایک دوسرے کے مقابلے میں واقع ہوتی ہیں۔ جیسے ”ظاہر“ کے مقابلے میں ”خفی“، ”نص“ کے مقابلے میں ”مشکل“، ”مفسر“ کے مقابلے میں ”مجمل“، اور ”محکم“ کے مقابلے میں ”تشابہ“۔ اب ان میں سے ہر ایک کی الگ الگ وضاحت کی جاتی ہے۔

## ظاہر کی تعریف :

ظاہر سے مراد وہ کلام ہے جسے مخفی سنتے ہی اس کی مراد بغیر کسی تأمل (غور و فکر) کے سامنے پرواضح ہو جائے۔

## ظاہر کی مثال :

اللَّهُ أَعْزُّ وَجْلَ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: ﴿وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبُيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا﴾ [البقرة: ٢٧٥] ترجمہ کنز الایمان: ”اور اللہ نے حلال کیا بیع کو اور حرام کیا سود۔“ اس کلام کو اس لیے لایا گیا تاکہ کفار کے اس دعوی کی تردید ہو کہ بیع اور سود دونوں ایک ہی ہیں۔ لہذا اس کلام کو سنتے ہی اسکی مراد سامنے پر بالکل واضح ہو گئی کہ بیع اور سود کے درمیان فرق ہے۔

## نص کی تعریف :

لفظ (کلام) کو جس معنی کیلئے چلایا گیا ہو تو وہ لفظ اس معنی کے لئے نص کہلاتا ہے۔

## نص کی مثال :

اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ نَعْلَمُ بِنَصِّ قُرْآنِ مُحَمَّدٍ مِّنْ أَرْشَادِ فَرَمَيَا: ﴿فَإِنَّكَ حُوَّاً مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرَبِّاعٍ﴾ [النساء: ٣] ترجمہ کنز الایمان: ”تونکاہ میں لاو جو عورتیں تمہیں خوش آئیں دو دو اور تین تین اور چار چار۔“ یہاں کلام کو یہ بیان کرنے کے لئے چلایا گیا ہے کہ مرد ایک وقت میں زیادہ سے زیادہ کتنی شادی کر سکتا ہے۔

## نوث:

بعض اوقات ہر دلیل سمعی (قرآن، حدیث اور اجماع) کو بھی نص کہہ دیا

جاتا ہے۔

## ظاہر و نص کا حکم :

ظاہر و نص پر عمل کرنا واجب ہے خواہ یہ عام ہوں یا خاص لیکن ارادہ غیر کا احتمال باقی رہتا ہے۔ (کیونکہ ان میں تاویل و تخصیص ہو سکتی ہے)

## مفسر کی تعریف :

مفسر وہ کلام ہے جس کی مراد بتکلم کے بیان سے ایسی ظاہر ہو کہ اس میں

تاویل و تخصیص کا احتمال نہ رہے۔

## مفسر کی مثال :

اگر کوئی شخص کہے: ”تَزَوَّجْتُ فَلَانَةً شَهْرًا بِكَذَا“، یعنی میں نے فلاں عورت سے ایک مہینے کیلئے اتنے مہر پر نکاح کیا۔ تو اس کلام میں لفظ ”تَزَوَّجْتُ“ سے اس بات کا احتمال پیدا ہو رہا تھا کہ ہو سکتا ہے اس نے نکاح متعہ مراد لیا ہو لیکن جب آگے لفظ ”شَهْرًا“ ذکر کیا تو اس سے متكلّم کی مراد واضح ہو گئی کہ اس نے متعہ ہی کیا ہے۔

## محکم کی تعریف :

وہ کلام جس میں متكلّم کی مراد مفسر سے اس قدر زیادہ ظاہر ہو کہ اس کا خلاف کسی طور پر بھی جائز نہ ہو۔

## محکم کی مثال :

کوئی شخص اقرار کرے کہ ”لِفُلَانَ عَلَى الْفُ مِنْ ثَمَنْ هَذَا الْعَبْدُ“، یعنی فلاں کے مجھ پر اس غلام کی قیمت کے ہزار روپے ہیں تو اس شخص کا یہ کلام اس بارے میں محکم ہے کہ اس پر اس غلام کے عوض ہزار روپے ہیں۔

## مفسر و محکم کا حکم :

مفسر و محکم پر ہر حال میں عمل کرنا واجب ہے۔

اب ہمان کے مقابلات ذکر کرتے ہیں۔

## خفی کی تعریف :

خفی وہ لفظ ہے کہ جس کی مراد کسی عارض کی وجہ سے پوشیدہ ہو، نہ کہ صیغہ کی

حیثیت سے۔

### خفی کی مثال :

اللَّهُ أَعْزُزُ جُلَّ نَعْرَفُ فَرَمَيْاً: ﴿الْزَّانِيَةُ وَالْزَّانِي  
فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِئَةَ جَلْدَةٍ﴾ [النور: ٢] [ترجمہ کنز الایمان:  
”جو عورت بدکار ہو اور جو مرد تو ان میں ہر ایک کو سوکوڑے لگاؤ۔“ یہ آیت  
مبارکہ زانی کے حق میں تو ظاہر ہے لیکن لوٹی کے بارے میں پوشیدہ ہے کہ آیا  
لوٹی بھی اس حکم میں داخل ہے یا نہیں۔

### خفی کا حکم :

خفی کے معانی اور مختملات کی تلاش واجب ہے یہاں تک کہ خفاء دور ہو  
جائے۔

### مشکل کی تعریف :

وہ لفظ جس میں خفی سے بھی زیادہ خفا اور پوشیدگی پائی جائے، اور اپنے دیگر  
افراد میں اس طرح گھل مل گیا ہو کہ اس کی پہچان مشکل ہو گئی ہوتی کہ اس کے  
معانی کی طلب اور پھر ان میں غور فکر سے اپنے ہم شکل افراد سے ممتاز کر دے۔

### مشکل کی مثال :

اگر کوئی شخص قسم کھالے کہ سالن کے ساتھ روٹی ترکر کے نہیں کھاؤں گا تو  
اس کا یہ کلام ”سرکہ“ اور ”کھجور کے شیرہ“ کے بارے میں تو ظاہر ہے اس طور پر  
کہ اگر سرکہ اور انگور سے روٹی کھائے گا تو قسم ٹوٹ جائے گی لیکن ”بھنے ہوئے“

کوشت“ اور ”انڈے“ کے بارے میں مشکل ہے۔ لہذا سب سے پہلے ہم لفظ ”ادام“ کے معنی کی طلب اور پھر اس میں غور و فکر کریں گے کہ کوشت اور انڈہ ادام میں داخل ہیں یا نہیں، اسکے بعد حاصل ہونے یا نہ ہونے کا حکم لگایا جائے گا۔

### نوٹ :

”ادام“ وہ چیز ہے جو روٹی کے ہمراہ تبعاً کھائی جائے اس طور پر کہ وہ چیز روٹی میں سرایت کر جائے۔

### مشکل کا حکم :

اس کے معنی کی طلب اور پھر اس میں تامل (غور و فکر کرنا) واجب ہے۔

### مجمل کی تعریف :

مجمل وہ لفظ ہے جو کئی معانی کا احتمال رکھتا ہو اور متكلم کی طرف سے بیان کرنے پر اسکی مراد ظاہر ہو۔ (مجمل اشتباه میں مشکل سے بھی زائد ہوتا ہے)

### مجمل کی مثال :

اللَّهُ أَعْزُّ بِجَلَّ نَزَّلَ قُرْآنَ مُجِيدًا مِّنْ إِرشَادٍ فَرِمَا يَا: ﴿حَرَّمَ الرَّبُّا﴾ [البقرة: ٢٧٥] ترجمہ کنز الایمان: ”اور حرام کیا سود۔“ ربا” مطلقاً زیادتی“ کو کہتے ہیں اور یہاں مراد نہیں بلکہ ایک ہی جنس کی مکملی اور موزونی اشیاء کی بیع میں وہ زیادتی مراد ہے جس کے مقابلے میں عوض نہ ہو۔

### متشابہ کی تعریف :

وہ لفظ جس کی مراد دنیا والوں کو معلوم نہ ہو اگرچہ آخرت میں معلوم ہو

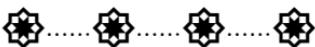
جائے۔

## متشابہ کی مثال :

قرآن پاک کی بعض سورتوں کے شروع میں موجود حروف مقطعات۔

## مجمل اور متشابہ کا حکم :

ان کی مراد کے حق ہونے کا اعتقاد کھنا ضروری ہے یہاں تک کہ اسکی وضاحت ہو جائے۔



## ..... ضابطہ کلیہ واجبۃ الحفظ .....

ضابطہ کلیہ واجبۃ الحفظ یہ ہے کہ فعل فرائض و ترک محبت کو ارضاء خلق پر مقدم رکھے اور ان امور میں کسی کی مطلقاً پرواہ نہ کرے، اور ایمانِ مستحب و ترک غیر اولی پر مداراً ت خلق و مراءاتِ قلوب کو اہم جانے اور فتنہ و نفرت و ایذا و حشت کا باعث ہونے سے بہت بیچ، اسی طرح جو عادات و رسوم خلق میں جاری ہوں اور شرعِ مطہر سے ان کی حرمت و شناخت نہ ثابت ہوں میں اپنے ترفع و تزہ کے لئے خلاف و جدائی نہ کرے کہ یہ سب امور ایتلاف و موافقت کے معارض اور مراد و محبوب شارع کے مناقض ہیں، ہاں و ہاں، ہوشیار و گوش دار، کہ یہ وہ نکتہ جیلیہ و حکمتِ جلیلیہ و کوچہ سلامت و جادہ کرامت ہے جس سے بہت زاہدانِ خشک و اہلِ تکفیف غافل و جاہل ہوتے ہیں، وہ اپنے زعم میں ممتاز و دین پرور بنتے ہیں اور فی الواقع مغزِ حکمت و قصودِ شریعت سے دور پڑتے ہیں، خبردار و مکام گیر ایہ چند سطروں میں علم غزیر، وبالله التوفیق والیہ المصیر۔ (فتاویٰ رضویہ ۵۲۸/۲)

# سبق نمبر (10)

﴿.....متعلقاتِ نصوص کا بیان.....﴾

## متعلقات نصوص :

نصوص کی اپنے معانی پر دلالت مندرجہ ذیل طریقوں سے ہوتی ہے۔

۱۔ عبارت انص ۲۔ اشارہ انص ۳۔ دلالۃ انص ۴۔ اقتداء انص۔

انہیں متعلقات نصوص کہتے ہیں۔

## عبارة النص کی تعریف :

کسی حکم کو ثابت کرنے کے لئے جو کلام چلایا جائے اسے عبارۃ انص کہتے

ہیں۔

## مثال :

اللَّهُ أَعْزُّ جُلَّ نَعْرَفُ مِنْ أَنْجَى السَّمَاوَاتِ أَنْجَى الْأَرْضَ أَنْجَى الْمُهَاجِرِينَ  
الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ ﴿الْحُشْر: ۸﴾ ترجمہ کنز الایمان: ”ان  
فقیر ہجرت کرنے والوں کیلئے جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے۔“ یہ  
کلام اس بات (حکم) کو ثابت کرنے کے لئے لایا گیا ہے کہ جو مہا جرفقیر ہیں  
مال غنیمت میں انکا بھی حق ہے لہذا مال غنیمت کے مستحق افراد کے بیان میں یہ  
عبارة انص ہے۔

## عبارة النص کا حکم :

یہ قطعیت کا فائدہ دیتی ہے جبکہ عوارض سے خالی ہو اور تعارض کے وقت اسے اشارۃ النص پر ترجیح حاصل ہوگی۔

## اشارۃ النص کی تعریف :

نص سے بغیر کسی زیادتی کے جو معنی و حکم اشارۃ سمجھ میں آ رہا ہو اسے اشارۃ النص کہتے ہیں۔ نیز اسکے لئے کلام نہیں چلایا جاتا۔

## اشارۃ النص کی مثال :

جیسے مذکورہ بالا آیت مبارکہ میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اگر کافر مسلمان کے مال پر قبضہ کرے تو مسلمان کے مال پر کافر کی ملکیت ثابت ہو جاتی ہے اس لیے کہ اگر مسلمان کا مال اس کی اپنی ہی ملکیت میں رہے اور کفار کی اس میں ملکیت ثابت نہ ہو تو پھر مسلمان کا فقر ثابت نہیں ہوگا، حالانکہ آیت میں مسلمانوں کو ایسی صورت میں فقراء فرمایا گیا ہے۔

## دلالة النص کی تعریف :

ایسا معنی جو لغوی طور پر حکم منصوص علیہ کی علت سمجھا جائے۔

## دلالة النص کی مثال :

اللَّهُ أَعْزُّ وَجْلَ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: ﴿فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أَفْ وَلَا تَنْهِهُمَا﴾ [الاسراء: ۲۳] ترجمہ کنز الایمان: ”تو ان سے ہوں نہ کہنا اور انہیں نہ جھکرنا۔“ لغت کا جاننے والا اس آیت کو سنتے ہیں یہ بات جان لے گا کہ مان

اور باب کوف کہنا اس لیے حرام ہے کہ اس میں ان کو اذیت ہوتی ہے اس سے دلالت یہ بھی ثابت ہو گیا کہ انہیں مارنا بھی حرام ہے کیونکہ یہ بھی اذیت کا سبب ہے۔

**نحوٗ:** مذکورہ آیت میں اف کہنے اور مارنے میں علتِ مشترکہ اذیت ہے اور مارنا ایسی شیٰ ہے جو کلام میں مذکور نہیں۔

### دلالة النص کا حکم :

منصوص علیہ میں پائی جانے والی علت جہاں پائی جائے گی اس کا حکم بھی وہاں پایا جائے گا۔

**نحوٗ:** دلالۃ النص صریح نص کے قائم مقام ہے نیز احناف کے نزدیک یہ اقتضاء النص سے قوی ہے۔

### افتضاء النص کی تعریف :

وہ معنی جسے مقدمہ رمانے بغیر کلام کی دلالت درست نہ ہو۔

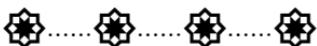
### افتضاء النص کی مثال :

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ﴾ ترجمہ کنز الایمان: ”حرام ہوئیں تم پر تمہاری مائیں۔“ حالانکہ مائیں نہیں بلکہ ان سے نکاح حرام ہے لہذا اکلام کے تقاضے کے مطابق یہاں ”نکاحهن“ کے الفاظ محفوظ ہیں اور یہ اقتضاء النص ہے۔

### افتضاء النص کا حکم :

اس کا حکم یہ ہے کہ اس سے ثابت ہونے والی چیز بقدر ضرورت ہی ثابت

ہوتی ہے۔ جیسے کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے ”انت طالق“، اور اس سے وہ تین طلاق کی نیت کرے تو یہ درست نہیں ہے کیونکہ مذکورہ طلاق بطریق اقتضاہی مقدر ہو گی اور ضرورت بقدر ضرورت ہی ثابت ہوتی ہے اور یہ ایک طلاق سے پوری ہو جائے گی۔



### ••••• الْأَصْلُ فِي الْأَشْيَاءِ الْأَبَاحَةِ •••••

اعلیٰ حضرت امام الہلسنت مجدد دین و ملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحْمَن فرماتے ہیں:

(۱) ..... ما ورائے وماء و فروج و مضار و خبائث (یعنی خون، شرمگاہ، ضرر سار و ناپاک اشیاء کے علاوہ)، تمام اشیاء میں اصل اباحت ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ۵۲۲/۵)

(۲) ..... اصل اشیاء میں اباحت ہے لعنتی جس چیز کی ممانعت شرعاً مطہر سے ثابت اور اس کی برائی پر دلیل شرعی ناطق صرف وہی منوع و مذموم ہے باقی سب چیزیں جائز و مباح رہیں گی۔ خاص ان کا ذکر جواز قرآن و حدیث میں منصوص ہو یا ان کا کچھ ذکر نہ آیا ہو، تو جو شخص جس فعل کو ناجائز و حرام یا مکروہ کہے اس پر واجب کہ: اپنے دعوے پر دلیل قائم کرے، اور جائز و مباح کہنے والوں کو ہرگز دلیل کی حاجت نہیں کہ ممانعت پر کوئی دلیل شرعی نہ ہو تا یہی جواز کی دلیل کافی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ۵۲۵/۲۶)



### کسی فعل میں سنت اور کراہت کے اقوال جمع ہو جائیں تو ... ۹۹۹

اعلیٰ حضرت امام الہلسنت مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحْمَن فرماتے ہیں:

”الْفِعْلُ اذَا تَرَدَّدَ بَيْنَ السُّنَّةِ وَالْكَراَهَةِ كَانَ تَرْكُهُ أَوْلَى“ یعنی جب کسی فعل کے سنت اور کراہہ ہونے میں متفاوت اقوال جمع ہو جائیں تو اس کا ترک اولی ہے، جیسے: ”خطبہ میں عصا ہاتھ میں لینا“ بعض علماء نے سنت کھا اور بعض نے کراہہ، اور ظاہر ہے کہ اگر سنت کھی ہو تو کوئی سنت ممکنہ نہیں، تو بنظر اختلاف اس سے پچھائی بہتر ہے مگر جب کوئی عذر ہو، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ رضویہ ۸/۳۰۳)

# سبق نمبر (11)

## .....امر کا بیان.....

### امر کی تعریف :

امر کا لغوی معنی یہ ہے کہ ”کوئی شخص دوسرے سے کہے افعل یہ کام کر“، اور شرع میں ”تَصْرُفُ الزَّامِ الْفِعْلِ عَلَى الْغَيْرِ“، یعنی دوسرے پر فعل کو لازم کرنے کا تصرف امر کہلاتا ہے۔

### امر مطلق کی تعریف :

وہ امر جس میں کسی قرینہ یا دلیل سے یہ معلوم نہ ہو کہ اس پر عمل کرنا ضروری ہے یا نہیں امر مطلق کہلاتا ہے۔

### امر مطلق کی مثال :

اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: ﴿وَإِذَا قِرَأَ الْقُرْآنَ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا الْعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾ [الاعراف: ۲۰۴] [ترجمہ کنز الایمان]: ”اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو کہ تم پر رحم ہو۔“ احناف کا مختار یہ ہے کہ مطلق امر و جوب کیلئے آتا ہے اور اس پر دلیل یہ ہے کہ امر کا ترک معصیت (گناہ) ہے اور جس چیز کے ترک پر گناہ ہو اس کا کرنا واجب ہوتا ہے لہذا امر کا موجب و جوب ہے۔

## امر مطلق کا حکم :

جب تک اس امر مطلق کے خلاف کوئی دلیل قائم نہ ہو اس پر عمل کرنا واجب ہے۔

### ☆.....مامور بہ کی اقسام باعتبار وقت.....☆

مامور بہ (یعنی جس بات کا حکم دیا گیا) کی مندرجہ ذیل دو قسمیں ہیں:

(۱) مطلق عن الوقت (۲) مقيید بالوقت

## مطلق عن الوقت کی تعریف :

وہ مامور بہ جس کی ادائیگی محدود وقت کے ساتھ مقيید نہ ہو بایس طور کہ وقت کے گذر جانے سے مامور بہ فوت ہو جائے بلکہ پوری عمر میں کسی بھی وقت ادا کرنا ادا ہی کھلا جائے گا۔

## مطلق عن الوقت کی مثال :

اس کی مثال زکوہ، عشر، صدقہ فطر، حج وغیرہ ایسے افعال ہیں کہ ان کے لیے کوئی وقت مقرر نہیں ہے بلکہ زندگی میں جب بھی ادا کریں گے تو ادا ہی کھلا سکیں گے قضاۓ نہیں۔

## مطلق عن الوقت کا حکم :

اس کی ادائیگی فوراً ضروری نہیں بلکہ تاخیر کے ساتھ بھی ہو سکتی ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ زندگی میں فوت نہ ہو۔

## مقيید بالوقت کی تعریف :

وہ مامور بہ جس کی ادائیگی کیلئے وقت مقرر ہو اور وقت کے اندر اندر ادائیگی

ضروری ہو ورنہ قضاء کہلائے گا۔

### مقييد بالوقت کي مثال :

اس کی مثال پانچ وقت کی نمازیں اور رمضان المبارک کے روزے ہیں کہ ان افعال کیلئے ایک وقت مقرر ہے اگر اسی وقت میں ادائیگی نہیں کریں گے تو پھر یہ قضاء کہلائیں گے۔

### ☆.....مقييد بالوقت کي اقسام.....☆

اس کی مندرجہ ذیل دو قسمیں ہیں:

(۱) .....وہ مامور بہ جس کیلئے وقت ظرف ہے۔

(۲) .....وہ مامور بہ جس کیلئے وقت معیار ہے۔

### پہلی قسم کی وضاحت :

وہ مامور بہ جو تمام وقت کو محیط نہیں ہوتا بلکہ وقت کے کسی بھی حصے میں پایا جا سکتا ہو۔

### مثال :

نماز ظہر و عشاء کہ ان کیلئے کافی وقت ہوتا ہے اگرچہ ان کی ادائیگی چند منٹ میں ہی ہو جاتی ہے۔

### اسکے احکام :

(۱) .....اس وقت میں اس فعل کی جنس سے دوسرے فعل کا واجب ہونا اس کے منافی نہیں ہوتا۔

(۲) ..... ما موربہ معین نیت کے بغیر ادا نہیں ہوتا۔

### دوسری قسم کی وضاحت :

وہ مامور بہ جو تمام وقت کو محیط ہوا اور وقت کی کمی و زیادتی سے گھٹتا بڑھتا

رہے۔

### مثال :

روزہ سردیوں میں ایام کے چھوٹا ہونے کی وجہ سے چھوٹا اور گرمیوں میں ایام کے بڑا ہونے کی وجہ سے بڑا ہوتا ہے لہذا معلوم ہوا کہ وقت روزہ کے لئے معیار ہے۔

### دوسری قسم کا حکم :

اس وقت میں مخصوص عبادت کے علاوہ اس جنس کی کوئی دوسری عبادت جائز نہیں ہے۔

### ☆..... حسن کے اعتبار سے مامور بہ کی اقسام .....☆

حسن کے اعتبار سے مامور بہ کی مندرجہ ذیل دو قسمیں ہیں:

۱- حسن بنفسہ ۲- حسن بغیرہ

### حسن بنفسہ کی تعریف :

وہ مامور بہ جس میں بذات خود اچھائی پائی جائے۔

### حسن بنفسہ کی مثال :

اللہ عز و جل پر ایمان لانا، سچ بولانا، عدل و انصاف کرنا، نماز پڑھنا، وغیرہ

وغیرہ۔

### حسن بنفسہ کا حکم :

جب بندے پر اس کی ادائیگی واجب ہو جائے تو بغیر ادائیگی یہ ساقط نہیں ہوتا۔

### نوث :

حسن بنفسہ میں بعض افعال تو وہ ہیں کہ جو بھی بھی ساقط نہیں ہوتے جیسے اللہ عزوجل پر ایمان لانا۔ اور بعض افعال وہ ہیں جو ادائیگی سے یا پھر امر کے ساقط ہونے سے ساقط ہو جاتے ہیں۔ جیسے اول وقت میں نماز واجب ہو گی تو یہ ادائیگی سے ساقط ہو جائیگی یا پھر آخر وقت تک حیض و نفاس یا جنون کا معاملہ پیش آنے کی وجہ سے امر کے ساقط ہونے کے سبب اسکی ادائیگی بھی ساقط ہو جائے گی۔ کیونکہ شرع نے اسے سقوطِ صلوٰۃ کے اسباب میں شمار کیا ہے لیکن تنگی وقت یا لباس و پانی کی عدم موجودگی کی وجہ سے ساقط نہیں ہو گی۔

### حسن لغیرہ کی تعریف :

وہ مامور بہ جو غیر کی وجہ سے حسن ہو جائے۔

### مثال :

اس کی مثال وضواہ سعی الی الجمעה ہے۔ وضوء اس لئے حسن ہے کہ یہ نماز کی کنجی اور اس کے لئے شرط ہے اور سعی الی الجمעה اس لئے حسن قرار پائی کہ یہ جمעה کی ادائیگی میں معاون ہے۔

## حسن لغيرہ کا حکم :

جب وہ واسطہ ساقط ہو جائے جس کی وجہ سے اس (امورہ) میں حسن آیا تھا تو امورہ بھی ساقط ہو جاتا ہے۔ لہذا جس سے جمعہ ساقط ہو جائے اس سے سعی کا وجب بھی ساقط ہو جائے گا اسی طرح سقوطِ نماز وضو کے وجوہ کو بھی ساقط کر دیتا ہے۔

## ☆.....ادائیگی کے اعتبار سے امورہ کی اقسام.....☆

اس اعتبار سے امورہ کی مندرجہ ذیل دو قسمیں ہیں:

۱۔ اداء ۲۔ قضاء

## اداء کی تعریف :

عین واجب کو اس کے مستحق کے حوالے کرنا اداء کہلاتا ہے۔ جیسے وقت پر نماز پڑھنا۔

## قضاء کی تعریف :

واجب کی مثل کو اس کے مستحق تک پہنچانا قضاء کہلاتا ہے۔ جیسے نماز کو وقت گزار کر پڑھنا۔

## ☆.....اداء کی اقسام.....☆

اداء کی مندرجہ ذیل دو قسمیں ہیں:

۱۔ ادائے کامل ۲۔ ادائے قاصر

## ادائے کامل کی تعریف:

مامور بے کو صحیح و مشرع طور پر اور تمام حقوق کے ساتھ بجالانا ادائے کامل کہلاتا ہے۔

### مثال:

نماز کو اس کے وقت پر باجماعت ادا کرنا، باوضوع ہو کر طواف کعبۃ اللہ کرنا، میبع کو اسی طرح مشتری کے حوالے کرنا جس طرح عقد اسکا تقاضا کرتا ہے۔

### حکم:

جب اس انداز میں ادا یگی ہو جائے تو مامور کی ذمہ داری پوری ہو جاتی ہے اسی وجہ سے اگر غاصب مخصوصہ شے اس کے مالک کو نیچ دے، ہبہ کر دے، اس کے پاس رہن کے طور پر رکھوادے یا کسی بھی طریقے سے مالک کے سپرد کر دے تو وہ ذمہ داری سے برطرف ہو جائے گا اور غاصب کا یہ کلام کہ: میں نے بیچا، رہن رکھوایا، ہبہ کیا وغیرہ سب لغو قرار پائے گا کیونکہ وہ اس شی کا مالک نہیں۔

## ادائے قاصر کی تعریف:

واجب کو بعینہ لیکن اس کی صفت میں کچھ نقصان کے ساتھ مسحتق کے حوالے کرنا ادائے قاصر کہلاتا ہے۔

### حکم:

اگر اس کی مثل کے ساتھ نقصان پورا ہو سکتا ہے تو نقصان کو پورا کیا جائے گا

ورنہ نقصان ساقط ہو جائے گا البتہ گناہ باقی رہے گا۔ اسی وجہ سے اگر کسی شخص نے نماز میں تعدلیں ارکان کو چھوڑ دیا تو اس کا تدارک اس کی مثل سے کرنا ممکن ہی نہیں ہے کیونکہ بندے کے پاس اس کا کوئی مثل نہیں ہے لہذا یہ ساقط ہو جائے گا، ہاں اگر کسی نے ایام تشریق میں نماز چھوڑ دی تو اس کی قضاء غیر ایام تشریق میں ہو سکتی ہے لیکن جہاں تکہ تشریق نہیں پڑھی جائے گی کیونکہ محل فوت ہو جانے سے یہ بھی فوت ہو گئی۔

### نوت :

یاد رہے کہ اداء و قضاء کے باب میں اصل اداء ہے چاہے کامل ہو یا ناتص، اور قضاء کی طرف اسی وقت لوٹیں گے جبکہ اداء ممکن نہ ہو۔

### ☆.....قضاء کی اقسام.....☆

قضاء کی مندرجہ ذیل دو قسمیں ہیں:

۱۔ قضاء کامل      ۲۔ قضاء قاصر

### قضاء کامل کی تعریف :

مُسْتَحْقَنَتَكَ الیسی چیز پہنچانا جو صورۃ اور معنی دونوں طرح واجب کی مثل ہو۔

### مثال :

کسی نے گندم غصب کی اور پھر وہ اس سے ہلاک ہو گئی اب خمان کے طور پر وہ اتنی ہی گندم دے تو یہ قضاء کامل ہے، قضا اس لئے کہ یہ وہ گندم نہیں جو اس نے غصب کی تھی اور کامل اس لئے کہ یہ صورۃ و معنی اسی گندم کی طرح ہے، صورۃ

اس لئے کہ یہ اسی گندم جیسی ہے اور معنی اس لئے کہ یہ اتنی ہی قیمت کی ہے۔

### قضائی فاصلہ کی تعریف :

وہ چیز مستحق کے حوالے کرنا جو واجب کی مثل صوری نہیں بلکہ مثل معنوی ہو۔

### قضائی فاصلہ کی مثال :

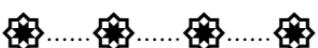
اگر کسی نے بکری غصب کر لی پھر وہ اس سے ہلاک ہو گئی تو اب غاصب اسکی قیمت کا ضامن ہو گا اور یہاں بکری کی قیمت دینا مثل معنوی ہے صوری نہیں۔

### مثل شرعی کی تعریف :

وہ مثل جو واجب کے کسی طرح بھی مشابہ نہ ہونہ صورۃ اور نہ ہی معنی البتہ شریعت نے اسے مثل قرار دیا ہو۔

### مثل شرعی کی مثال :

اسی طرح اگر کوئی شخص کسی کو خطأ قتل کر ڈالے تو یہ ایک ایسا فعل ہے جس کا نہ تو کوئی مثل صوری ہے اور نہ ہی مثل معنوی۔ لیکن شریعت مطہرہ نے دیت کو اس کا مثل قرار دیا ہے لہذا دیت قتل خطأ کا مثل ہے۔ باوجود اس کے کہ ان دونوں کے مابین کوئی مشابہت نہیں ہے۔



# سبق نمبر (12)

.....نہی کا بیان.....

**نہی کی تعریف :**

نہی کا لغوی معنی روکنا، منع کرنا ہے اور اصطلاح میں اپنے سے کم رتبہ کو کسی کام کے ترک کرنے کیلئے کہنا یا بلند مرتبہ ہونے کی بنیاد پر دوسرے کو کہنا کہ فلاں کام نہ کرو نہی کہلاتا ہے۔

☆.....نہی کی اقسام.....☆

نہی کی مندرجہ ذیل دو قسمیں ہیں:

۱۔ افعال حسیہ سے نہی ۲۔ تصریحاتِ شرعاً سے نہی

**۱۔ افعال حسیہ :**

وہ افعال جن کی معرفت کا دار و مدار حس پر موقوف ہونے کہ شریعت پر۔

**افعال حسیہ سے نہی کی مثال :**

افعال حسیہ سے نہی کی مثال زنا کاری، شراب نوشی، جھوٹ بولنا، ظلم کرنا، وغیرہ وغیرہ سے منع کرنا کیونکہ یہ ایسے افعال ہیں کہ ان سے نہی شریعت پر، ہی موقوف نہیں ہے بلکہ عرف اور حس بھی ان افعال کو مرا جانا جاتا ہے۔

**افعال حسیہ سے نہی کا حکم :**

جس فعل پر نہی وارد ہوئی ہے مُنْهی عنہ (جس چیز سے منع کیا گیا) اس چیز کا عین ہوتی ہے لہذا مُنْهی عنہ ذاتی طور پر قبیح اور بالکل جائز نہ ہوگی۔

**۲۔ تصریفات شرعیہ :**

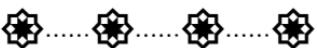
وہ افعال جن کی معرفت کا دار و مدار شریعت پر موقوف ہو۔

**تصریفات شرعیہ سے نہی کی مثال :**

یومِ نحر میں روزہ رکھنا، اوقاتِ مکروہہ میں نماز پڑھنا، ایک درہم کی دودرہم کے بد لے بیع کرنا، وغیرہ وغیرہ۔ یہ وہ افعال ہیں کہ ان سے ممانعت شریعت مطہرہ پر موقوف ہے۔

**تصریفات شرعیہ سے نہی کا حکم :**

مُنْهی عنہ اس چیز کا غیر ہوتی ہے جس پر نہی وارد ہوئی ہے لہذا مُنْهی عنہ میں ذاتی طور پر حسن پایا جاتا ہے اور غیر کی وجہ سے وہ قبیح ہوتی ہے اور اس کا مرتكب غیر کی وجہ سے حرام کا مرتكب ہوتا ہے اس کی ذات کی وجہ سے نہیں۔ جیسے عید کے دن روزہ رکھنا یہ بنسپہ ایک فعل حسن ہے لیکن چونکہ اللہ عزوجل کی ضیافت سے اعراض ہے اس لیے اس میں قبیح آگیا۔



## سبق نمبر (13)

### .....معرفتِ نصوص کے طریقے.....

نصوص خواہ آیات مبارکہ ہوں یا احادیث مبارکہ ان کی مراد جانے کے مختلف طریقے ہیں۔

#### پہلا طریقہ :

جب کوئی لفظ کسی ایک معنی کیلئے ابتو حقيقة اور دوسرے معنی کیلئے ابتو مجاز استعمال ہو تو حقيقة پر عمل کرنا اولیٰ ہے۔

#### مثال :

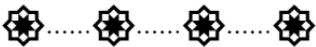
جب کوئی لڑکی زنا سے پیدا ہوئی ہو تو اس لڑکی سے وہ زانی مرد نکاح نہیں کر سکتا کیونکہ اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: ﴿حُرْمَתٌ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ﴾ [النساء: ۲۳] ترجمہ کنز الایمان: ”حرام ہوئیں تم پر تمہاری ماں میں اور بیٹیاں۔“ لہذا وہ لڑکی اس مرد کی حقيقة بیٹی ہے اگرچہ یہ لڑکی مجاز اس کی بیٹی نہیں سمجھی جاتی کیونکہ نکاح کے بغیر پیدا ہوئی ہے لیکن چونکہ وہ اس کے پانی سے پیدا ہوئی ہے لہذا حقيقة وہ اس کی بیٹی ہے اور یہاں حقيقة پر عمل کرنا اولیٰ ہے۔

#### دوسرा طریقہ :

جب کسی لفظ کے معنی میں دو احتمال ہوں اور ان میں سے کسی ایک کی وجہ



مسوچ پر عطف ہو گا اور معنی یہ ہو گے: اور اپنے سر کا مسح کرو اور پاؤں کا ٹھنڈوں تک۔ اب دونوں پر عمل کرنے کی صورت یہ ہے کہ جرواں قراءت کو موزے پہنچنے کی صورت اور نصب والی قراءت کو موزے نہ پہنچنے والی صورت پر محمول کیا جائے گا۔



### ✿.....رزق میں برکت کا وظیفہ.....✿

اعلیٰ حضرت امام الہست مجددین و ملت حضرت علامہ مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن مأفوظات شریف میں فرماتے ہیں:

”ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خدمت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور عرض کی: ”دنیا نے مجھ سے پیٹھ پھیر لی“، فرمایا: ”کیا وہ تسبیح تمہیں یاد نہیں جو تسبیح ہے ملائکہ کی اور جس کی برکت سے روزی دی جاتی ہے، خلق دنیا آئے گی تیرے پاس ذلیل و خوار ہو کر، طلوع فجر کے ساتھ سوبار کہا کر“ سب حن اللہ و بحمدہ سب حن اللہ العظیم و بحمدہ استغفر اللہ“، ان صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سات دن گزرے تھے کہ خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی: ”حضرت! دنیا میرے پاس اس کثرت سے آئی، میں حیران ہوں کہاں اٹھاؤں کہاں رکھوں“۔

اس تسبیح کا آپ بھی وردرکھیں، حتیٰ الامکان طلوع صبح صادق کے ساتھ ہو، ورنہ صبح سے پہلے جماعت قائم ہو جائے تو اس میں شریک ہو کر بعد کو عدد پورا کیجئے اور جس دن قبل نماز بھی نہ ہو سکے تو خیر طلوع شمس سے پہلے۔“

(مأفوظات اعلیٰ حضرت، حصہ اول، ص ۱۶۳)

# سبق نمبر (14)

## حروف معانی کا بیان

### حروف معانی :

ان سے مراد وہ حروف ہیں جو کسی معنی کا فائدہ دیتے ہیں۔ لیکن انکے معنی مستقل نہیں ہوتے بلکہ ربطِ معنی کے لئے آتے ہیں اور یہ اسم و فعل کے درمیان رابطہ قائم کر کے عبارت با معنی بناتے ہیں، ان کی تعداد گیارہ ہے اور وہ یہ ہیں:

۱۔ واو ۲۔ فاء ۳۔ ثم ۴۔ بل ۵۔ لکن ۶۔ او  
۷۔ حتی ۸۔ الی ۹۔ علی ۱۰۔ فی ۱۱۔ یاء

ان کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

### (۱) ..... واو:

(۱) ..... یہ مطلقاً جمع کیلئے آتا ہے اس میں ترتیب کا کوئی لحاظ نہیں۔  
مثلاً ” جاء زید و عمرو ” یعنی زید و عمر و دونوں آئے۔ آنے میں دونوں برابر ہیں پہلے کون آیا اور بعد میں کون آیا یہ بتانا مقصود نہیں ہے۔

(۲) ..... کبھی یہ حال کیلئے بھی آتا ہے اور اس وقت یہ ذوال الحال و حال کو جمع کرنے کا کام دیتا ہے اور اس صورت میں شرط کا معنی دیتا ہے۔ مثلاً امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جب کوئی غلام سے اس طرح کہے اذِ الیٰ الْفَأَوَانَ

حرُّ یعنی ایک ہزار درہم ادا کر تو تو آزاد ہے تو آزادی کیلئے ایک ہزار درہم کی ادا نیکی شرط ہے۔

## (۲) ..... حرف فاء :

(۱) ..... یہ تعقیب مع الوصل کیلئے آتا ہے یعنی فاء کے بعد جو اسم یا فعل

مذکور ہو وہ حکما بھی موخر ہوتا ہے لیکن دونوں کے درمیان بغیر کسی مہلت کے اتصال ہوتا ہے اسی وجہ سے شرط کی جزا میں حرف فاء لا یا جاتا ہے کیونکہ جزا شرط کے بعد ہوتی ہے۔ مثلاً کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے: ”إِنْ دَخَلْتِ الدَّارَ فَهَذِهِ الدَّارَ فَأَنْتِ طَالِقٌ“ یعنی اگر تو اس گھر میں داخل ہوئی پھر اس گھر میں داخل ہوئی تو تجھے طلاق ہے۔ تو اسی صورت میں طلاق ہوگی جب شرط میں مذکور ترتیب کے مطابق ان گھروں میں داخل ہو یعنی جس گھر کا پہلے ذکر کیا اس میں پہلے اور جس کا بعد میں ذکر کیا گیا اس میں بعد میں داخل ہو لیکن دونوں کے داخل ہونے کے درمیان اتصال بھی ہو یہی وجہ ہے کہ اگر وہ پہلے اس گھر میں داخل ہو کہ جس کا ذکر بعد میں کیا گیا ہے یا پھر دونوں گھروں میں داخل ہونے کے درمیان اتصال نہ ہو تو طلاق واقع نہیں ہوگی۔

(۲) ..... کبھی حرف فاء بیان علت کیلئے بھی آتا ہے یعنی اس کا ما بعد ماقبل کیلئے علت بنتا ہے۔ مثلاً مولیٰ اپنے غلام سے کہے ”أَدِّ إِلَى الْفَأَنْتَ حُرُّ“ یعنی تو مجھے ایک ہزار روپے ادا کر کر تو آزاد ہے۔ تو اس صورت میں غلام فوراً ہی آزاد ہو جائے گا اگرچہ اس نے کچھ بھی ادا نہ کیا ہو کیونکہ آزادی یہ ایک

وصف دائیٰ ہے جو ہزار کی ادائیگی پر موقوف نہیں ہے ہاں غلام پر ہزار روپے  
بطور دین کے ضرور باقی رہیں گے۔

### (۳) ..... حرف ثم :

ثم تر اخی کیلئے آتا ہے یعنی اس فعل میں وقفہ و فاصلہ ظاہر کرتا ہے جو معطوف  
و معطوف علیہ کے ساتھ متعلق ہوتا ہے۔

مثلاً کوئی شخص اپنی غیر مدخولہ بیوی سے کہے ”اُنْ دَخَلْتِ الدَّارَ فَأَنْتِ  
طَالِقٌ ثُمَّ طَالِقٌ ثُمَّ طَالِقٌ“، تو پہلی طلاق کا تعلق چونکہ شرط سے ہے لہذا  
جب شرط پائی جائیگی یعنی عورت گھر میں داخل ہو گئی تو اسی وقت طلاق واقع ہو  
گی جبکہ دوسری اسی وقت واقع ہو جائے گی اس لئے کہ طلاق کا محل باقی ہے  
جبکہ تیسرا لغو ہو جائے گی کیونکہ غیر مدخولہ کا حکم یہ ہے کہ وہ پہلی ہی طلاق میں  
بغیر عدالت کے نکاح سے باہر ہو جاتی ہے۔

### (۴) ..... حرف بل :

”بل“، غلطی کے تدارک کیلئے آتا ہے یعنی متكلّم سے جب کلام میں غلطی  
ہو جائے تو اس حرف سے اس غلطی کا ازالہ کیا جاتا ہے وہ اس طرح کہ حرف بل  
ذکر کر کے بعد وालے کلام کو پہلے کلام کی جگہ رکھا جاتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی اپنی غیر  
مدخلہ بیوی سے کہے ”أَنْتِ طَالِقٌ وَاحِدَةٌ لَا بَلْ ثَتِتِينَ“، یعنی تجھے ایک  
طلاق ہے نہیں بلکہ دو طلاقیں ہیں، تو اس کلام میں جولا بل ثنتین ہے یہ کلام  
اول سے رجوع پر دلالت کرتا ہے (قطع نظر اس کے کہ یہ رجوع درست ہے یا

نہیں)۔

## (۵) حرف لکن :

یہ حرف دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے:

(۱) ..... نفی کے بعد استدرک کیلئے۔ یعنی پہلے والے کلام سے پیدا ہونے والے وہم کو دور کرتا ہے۔ مثلاً اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَنِ اتَّشَاءَ﴾ [آل عمران: ۱۷۹] ترجمہ کنز الایمان: ”اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام او گو نہیں غیب کا علم دے دے ہاں اللہ جن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔“ یہاں شروع کلام سے یہ شہبہ پیدا ہو رہا تھا کہ علم غیب کی نفی انبیاء وغیر انبیاء سب سے ہے لیکن لکن کے بعد والے کلام نے اس وہم کو دور کرتے ہوئے بتا دیا کہ اللہ عزوجل اپنے انبیاء کرام علیہم السلام میں سے جسے چاہے علم غیب عطا فرماتا ہے۔

(۲) ..... استیناف یعنی نئے کلام کیلئے۔ اس صورت میں پہلے کلام سے اس کا تعلق نہیں ہوتا اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب لکن کے ماقبل اور ما بعد کے درمیان تضاد ہو۔ مثلاً اگر کسی لوٹھی نے ایک سودہ ہم مہر کے ساتھ اپنے مالک کی اجازت کے بغیر خود اپنا نکاح کر لیا اور مالک کو معلوم ہوا تو اس نے کہا ”لا اُجِيْزُ الْعَقْدَ بِمِئَةِ دِرْهَمٍ لِكِنْ اُجِيْزُهُ بِمِئَةٍ وَ خَمْسِينُ“ یعنی میں اس عقد کو سودہ ہم کے بد لے جائز نہیں کرتا لیکن ڈیر ہو سودہ ہم کے بد لے جائز قرار

دیتا ہوں تو اس صورت میں حرف لکن عطف کیلئے نہیں ہوگا کیونکہ یہاں اس نے پہلے نکاح کو رد کر دیا اور لکن کے ذریعے ایک ایسے نئے نکاح کی اجازت دی جو ڈیریٹ ہے سو درہم مہر میں ہو لہذا اضداد کی وجہ سے پہلا عقد نکاح باطل ہو جائے گا۔

### نوث :

- (۱) ..... یاد رہے کہ لکن بغیر تشدید کے حرف عطف جبکہ تشدید کے ساتھ حرف مشبہ با فعل ہے لیکن یہ دونوں استدرائک میں مشترک ہیں۔
- (۲) ..... لکن کے حرف عطف ہونے کے لئے دو شرطیں ہیں۔ (۱) کلام متصل وغیر منفصل ہو (۲) محل نفی و محل اثبات الگ الگ ہوں۔ اگر ان میں سے ایک شرط بھی مفقود ہوئی تو لکن عطف کی بجائے استیاف کے لئے ہوگا۔

### ۶ ..... حرف او :

یہ حرف دو طرح سے استعمال ہوتا ہے۔

- (۱) ..... دو مذکورہ چیزوں میں سے کسی ایک (غیر متعین) کی شمولیت کیلئے مثلاً اگر کسی شخص نے اپنے دو غلاموں کے بارے میں کسی کو وکیل بناتے ہوئے کہا بعہ هذا او هذا تو وکیل کو اختیار ہوگا کہ ان دونوں میں سے کسی کو بھی فروخت کر دے۔

- (۲) ..... بمعنی حتیٰ۔ مثلاً اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ﴾ [آل عمران: ۱۲۸] ترجمہ کنز الایمان: ”یہ بات تمہارے ہاتھ نہیں یا انہیں توبہ کی توفیق دے۔“

آیت مبارکہ کے اس جزء میں اور حتیٰ کے معنی میں ہے یعنی حتیٰ یتوب  
علیہم۔

نوث :

حرف اونfi کی صورت میں دو مذکورہ چیزوں میں سے ہر ایک کی نونی کرتا ہے  
اور اثبات کی صورت میں بطور اختیار دو میں سے ایک کو شامل ہو گا۔

#### (۷) ..... حرف حتیٰ :

یہ حرف تین طرح سے استعمال ہوتا ہے:

(۱) ..... حرف حتیٰ اپنی اصل وضع کے اعتبار سے ”الی“ کی طرح غایت  
کیلئے آتا ہے لیکن اس کیلئے شرط یہ ہے کہ اس کا ماقبل امتداد (یعنی طویل  
ہونے) کی اور ما بعد غایت (انہباء) بننے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ مثلاً امام محمد رحمۃ  
اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ مولیٰ اگر اس طرح سے کہے ”عَبْدِیُّ حُرْانُ لَمْ  
أَضْرِبْكَ حَتَّیٰ يَشْفَعَ فُلَانٌ“، یعنی میرا غلام آزاد ہے اگر میں تجھے نہ  
ماروں یہاں تک کہ فلاں شخص سفارش کرے۔ یہاں مارنا (جو کہ حتیٰ کا ماقبل  
ہے) ایک ایسا فعل ہے جو امتداد یعنی طویل ہو کر دیر تک جاری رہنے کی  
صلاحیت رکھتا ہے اور سفارش (جو کہ حتیٰ کا ما بعد ہے) میں اس بات کی صلاحیت  
ہے کہ اس کی وجہ سے مارنے والا مار سے بازا آجائے۔

(۲) ..... اگر یہ دونوں شرطیں یا ان میں سے کوئی ایک نہ پائی جائے اور حتیٰ  
کا ماقبل سبب اور ما بعد جزاء بننے کی صلاحیت رکھتا ہو تو حتیٰ جزاء کے لئے یعنی

لام کی کے معنی میں ہوگا۔ مثلاً امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جب مولیٰ کسی سے اس طرح کہے ”عَبْدِیْ حُرُّ اِنْ لَمْ اِتَّکَ حَتَّیْ تُغَدِّیْنِیْ“، یعنی اگر میں تیرے پاس ایسا آنا نہ آؤں کہ جس کی جزا کھانا ہے تو میرا غلام آزاد ہے۔ چونکہ کھانا دینا نہ آنے کی غایت نہیں بن سکتا اس لیے کہ وہ تو بار بار آنے کا سبب ہے لہذا یہاں حتیٰ غایت کیلئے نہیں بلکہ ”لام کی“ کے معنی میں ہے۔

(۳)..... اگر حتیٰ کا مابعد ما قبل کی جزا بننے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو تو حتیٰ محض عاطفہ ہوگا۔ مثلاً امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر کوئی کہے ”عَبْدِیْ حُرُّ اِنْ لَمْ اِتَّکَ حَتَّیْ اَتَغَدِّیْ عِنْدَکَ الْيَوْمِ“، یعنی اگر میں تیرے پاس نہ آؤں اور آج کے دن تیرے پاس کھانا نہ کھاؤں تو میرا غلام آزاد ہے۔ اس کلام میں حتیٰ بطور عطف استعمال ہوا ہے یہ ما قبل کی جزا نہیں بن سکتا کیونکہ اس کلام میں (کھانا کھانا اور آنا) دونوں فعلوں کی اضافت فرد واحد کی طرف ہے یہی وجہ ہے کہ اگر وہ شخص اس کے ہاں آئے اور کھانا نہ کھائے تو وہ حادث ہو جائے گا۔

#### (۹)..... حرف إلی :

یہ بھی انتہائے غایت کے لئے استعمال ہوتا ہے پھر اس کی دو صورتیں ہیں:

(۱)..... بعض اوقات امتداد حکم یعنی حکم غایت کو آگے بڑھانے کیلئے آتا ہے مثلاً ”اِشْتَرَیْتُ هَذَا الْمَكَانَ إِلَى هَذَا الْحَائِطِ“، یعنی میں نے یہ مکان اس دیوار تک خریدا۔ یعنی سو دے کا حکم دیوار تک بڑھ گیا اور دیوار پر میں داخل نہیں ہے۔ اور بعض اوقات ما بعد کو حکم سے ساقط کرنے کیلئے استعمال

ہوتا ہے۔ مثلاً ”لَا أَكَلُمُ فُلَانًا إِلَى شَهْرٍ“، یعنی میں فلان سے ایک مہینے تک کلام نہیں کروں گا۔ یہاں مہینہ تو گفتگو نہ کرنے کے حکم میں داخل ہے لیکن مہینہ کا ما بعد داخل نہیں۔

(۲) ..... ”إِلَى“ کبھی حکم کو غایت تک موخر کرنے کیلئے آتا ہے۔ مثلاً جب کوئی شخص اپنی زوجہ سے اس طرح کہے ”أَنْتِ طَالِقُ إِلَى شَهْرٍ“، یعنی تو ایک مہینے کے بعد سے طلاق والی ہے اس کلام کے وقت اگر شوہر کی کوئی نیت نہ ہو تو عورت کو ایک مہینہ گزرتے ہی طلاق واقع ہو جائے گی۔

#### (۱۰) ..... حرف علی :

یہ کئی طرح سے استعمال ہوتا ہے:

(۱) ..... کسی بات کو لازم کرنے کیلئے۔ مثلاً ”لِفُلَانٍ عَلَى الْفَ“، یعنی فلان کے مجھ پر ایک ہزار ہیں۔ اس مثال میں ”علی“ بطورِ لازم استعمال ہوا ہے۔

(۲) ..... حرف علی کبھی مجازِ باء کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص کہے ”بِعْتَكَ هَذَا عَلَى الْفَ“، یعنی میں نے یہ چیز تمہیں ایک ہزار کے عوض پیچی۔ اس مثال میں علی باء کے معنی میں ہے کیونکہ اس میں معاوضے کا معنی پایا جا رہا ہے۔

(۳) ..... بعض اوقات حرف علی شرط کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً اللہ عز و جل نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: ﴿يَا يَعْنَكَ عَلَى أَنْ لَا

يُشْرِكُنَ بِاللَّهِ شَيْئاً [الممتحنة: ١٢] [ترجمہ کنز الایمان: ”اس پر بیعت کرنے کو کہ اللہ کا کچھ شریک نہ ٹھرائیں گی۔“ آیت مبارکہ کے اس جز میں حرف ”علی“ شرط کے معنی میں استعمال ہو رہا ہے۔

### ..... حرف فی :

یہ حرف دو طرح سے استعمال ہوتا ہے:

(۱) ..... ظرفیت کیلئے۔ مثلا جب کوئی شخص کہے ”غَصَبْتُ ثُوْبَاً فِی مِنْدِيْل“، یعنی میں نے کپڑے کو رومال میں غصب کیا اس مثال میں رومال کپڑے کیلئے ظرف ہے۔ پھر یہ کلمہ زمان و مکان کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ لیکن کبھی یہ عبارت میں مذکور ہوتا ہے اور کبھی مخذوف۔

### زمان کی مثال :

جب کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے ”أَنْتِ طَالِقٌ فِي غَد“، یعنی آنے والی کل میں تجھے طلاق ہے۔ یا ”أَنْتِ طَالِقٌ غَدًّا“، یعنی تجھے آنے والی کل طلاق ہے تو ان دونوں صورتوں میں ”غد“ ظرف زمان ہے۔

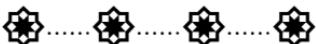
### مکان کی مثال :

جب کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے ”أَنْتِ طَالِقٌ فِي الدَّارِ وَفِي مَكَّةَ“، یعنی تجھے گھر میں اور مکے میں طلاق ہے۔ تو اس صورت میں عورت کو ہر جگہ طلاق واقع ہو جائے گی۔ اور یہاں فی ظرف مکان کے لئے استعمال ہوا ہے۔

(۲) ..... بعض اوقات فی مصدر پر بھی داخل ہوتا ہے اور اس وقت شرط کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے ”أَنْتِ طَالِقٌ فِي دُخُولِكِ الدَّارِ“، یعنی تھے طلاق ہے بشرط یہ کہ تو گھر میں داخل ہو۔

### (۱۴) ..... حرف باء :

حرف باء لغوی وضع کے اعتبار سے الصاق والصال کیلئے آتا ہے بقیہ معانی مجازی ہیں۔ مثلاً کوئی شخص اپنے غلام سے کہے ”إِنَّ أَخْبَرُ تَنِي بِقُدُومِ فُلَانٍ فَأَنْتَ حُرٌّ“، یعنی اگر تو مجھے فلاں کے آنے کی خبر دے تو تو آزاد ہے۔ تو اس سے سچی خبر مراد ہے کیونکہ خبر اور قدوم کا اتصال ضروری ہے یہی وجہ ہے کہ غلام نے اگر جھوٹی خبر دی تو وہ آزاد نہیں ہو گا۔



### • هزارہا نقلی عبادات سے افضل عمل •

امیرالہست، شیخ طریقت بانی دعوت اسلامی حضرت علامہ و مولانا ابو بیال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی مدظلہ العالی ارشاد فرماتے ہیں: ”یتھے میٹھے اسلامی بھائیو! ان لوگوں کی کتنی بڑی بد نصیبی و محرومی ہے کہ نقلی عبادتیں وریاضتیں کریں، فرائض کے علاوہ نقلی نمازوں پڑھیں، نقلی روزے رکھیں مگر گانوں باجوں، فلموں ڈراموں، غیر عروتوں کوتا کنے جھاٹکنے اور امروں پر بری نظر ڈالنے جیسے بے حیائی کے کاموں سے باز نہ آئیں۔ یاد رکھیں ہزاروں سال کی نقلی نمازوں، نقلی روزوں، کروڑوں اربوں روپیوں کی نقلی بخیراتوں، بہت سارے نقلی حج اور عمرے کی سعادتوں کے بجائے صرف ایک گناہ صغیرہ سے اپنے آپ کو بچالیا افضل ہے، کیونکہ کروڑوں نقلی کاموں کے ترک پر قیامت میں کوئی پوچھ کجھ نہیں، جبکہ گناہ صغیرہ سے بچنا بھی واجب اور اس کے ارتکاب پر بروز قیامت مواخذہ اور سزا کا اتحراق ہے۔“ (بایانو جوان، ص ۲۲۷، مکتبۃ المدیہ)

# سبق نمبر (15)

## ..... طرق بیان .....

یہاں بیان سے مراد کسی معنی کو ظاہر و واضح کرنا ہے۔ بیان کے مندرجہ ذیل سات طریقے ہیں۔

- ۱۔ بیان تقریر
- ۲۔ بیان تفسیر
- ۳۔ بیان تغیر
- ۴۔ بیان ضرورت
- ۵۔ بیان حال
- ۶۔ بیان عطف
- ۷۔ بیان تبدیل

### نوت :

یاد رہے کہ بیان کبھی قول کے ذریعے ہوتا ہے اور کبھی فعل کے ذریعے۔

### (۱) بیان تقریر :

اگر کسی لفظ کا معنی تو ظاہر ہو لیکن اس میں دوسرے معانی کا بھی احتمال ہوتا ہے اس وقت یہ بیان کر دینا کہ ظاہری معنی ہی مراد ہے بیان تقریر کہلاتا ہے۔

### مثال :

اگر کسی شخص نے کہا ”لِفْلَانِ عِنْدِي الْفُ“، یعنی فلاں کے میرے پاس ہزار روپے ہیں تو اس میں امانت اور غیر امانت دونوں کا احتمال تھا لیکن جب اس نے یہ کہا ”لِفْلَانِ عِنْدِي الْفُ وَدِيْعَةً“، یعنی فلاں کے میرے پاس ہزار روپے بطور امانت ہیں۔ تو اب امانت کا مفہوم جو ظاہر کا تقاضا بھی ہے پختہ

ہو گیا اور یہی بیان تقریر ہے۔

### (۲).....بیان تفسیر :

جب لفظ کی مراد واضح نہ ہو لیکن متكلم اپنے بیان سے اس کی وضاحت کر دے تو اسے بیان تفسیر کہتے ہیں۔

### مثال :

کوئی شخص کہے ”لِفْلَانِ عَلَىٰ شَيْءٌ“، یعنی فلاں کا مجھ پر کچھ ہے۔ یہ ایسا کلام ہے جس کی مراد واضح نہیں ہے لیکن جب متكلم نے الشوب سے وضاحت کر دی یعنی ”لِفْلَانِ عَلَىٰ شَيْءٌ أَعْلَمُ“ تو اس سے مراد واضح ہو گئی۔ اور یہی بیان تفسیر ہے۔

### بیان تقریر و تفسیر کا حکم :

بیان تقریر اور بیان تفسیر دونوں پہلے کلام سے ملا کر ہو یا الگ وقفہ کر کے دونوں طرح درست ہے۔

### (۳).....بیان تغییر :

متكلم اپنے کلام کو اپنے ہی بیان سے بدل دے تو اسے بیان تغییر کہتے ہیں۔ یعنی کلام میں شرط یا استثناء وغیرہ کر دے کہ جس سے تبدیلی واقع ہو جائے۔

### مثال :

جب کوئی شخص کہے ”لِفْلَانِ عَلَىٰ الْفُ“، یعنی فلاں کے مجھ پر ہزار روپے پیش کش مطہر المہینہ العلمیہ (دعت اسلامی)

ہیں تو اس کلام میں علیٰ وجوب پر دلالت کرتا ہے جس سے یہ مستفادہ ہوتا ہے کہ متكلم ہزار روپے کا مقروظ ہے لیکن جب متكلم نے آگے و دیعة کہا تو اس لفظ نے کلام کے معنی کو تبدیل کر دیا چنانچہ اب اس کا معنی یہ ہوا کہ فلاں کے جو میرے پاس بطور امانت ہزار روپے ہیں ان کی حفاظت مجھ پر لازمی ہے۔ اسی طرح یہ مثالیں اُنت حُرُّ اِنْ دَخَلَتِ الدَّارِ اُرْكُلُ مِنْ عِبَادِيْ حُرُّ اَلَّا زَيْدًا۔

### حکم :

بیان تغیر صرف اسی وقت صحیح ہو گا جبکہ کلام سے متصل ہو انصاف کی صورت میں صحیح نہ ہو گا۔

### (۴) بیان ضرورت :

وہ بیان جو بغیر کسی کلام کے ضرورتاً ثابت ہو یعنی اس کیلئے الفاظ استعمال نہ کئے جائیں پھر بھی سمجھ میں آجائے۔

### مثال :

اللَّهُعَزُوْجَلَ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: ﴿وَرِثَةُ أَبْوَاهُ فَلَامِهِ الْثُلُث﴾ [النساء: ۱۱] ترجمہ کنز الایمان: ”اور ماں باپ چھوڑے تو ماں کا تھائی۔“ آیت مبارکہ کے اس جز میں اللہ عز و جل نے ماں کیلئے تھائی حصہ مقرر فرمایا ہے اور باپ کا حصہ الفاظ میں اگرچہ ذکر نہیں کیا گیا لیکن اسی آیت سے ضرورتاً باپ کا دو تھائی حصہ بھی ثابت ہو گیا کیونکہ جب ماں کا حصہ ایک تھائی ہے تو لازماً باپ کا دو تھائی ہی ہو گا۔

## (۵) بیان حال :

جس جگہ بیان کرنے کی ضرورت ہو وہاں سکوت اختیار کرنا بیان حال کہلاتا ہے۔

## مثال :

جب شفیع کو اس بات کا علم ہوا کہ اس کے پڑوس میں گھر کی بیج ہو رہی ہے اور اس نے سکوت اختیار کیا تو اس کا ایسا کرنا اس بات کا بیان ہے کہ اس بیج سے یہ راضی ہے ورنہ ضرور کچھ عمل کرتا۔ اسی طرح باکرہ بالغ کی اجازت کے بغیر جب اس کے ولی نے اس کا نکاح کر دیا پھر اسے معلوم ہوا تو اس نے سکوت اختیار کیا تو اس کا ایسا کرنا اس بات کا بیان ہے کہ وہ اس رشتے سے راضی ہے۔

## ضابطہ :

”إِنَّ السُّكُوتَ فِي مُوْضِعِ الْحَاجَةِ إِلَى الْبَيَانِ بِمَنْزِلَةِ الْبَيَانِ“  
یعنی جہاں بیان کرنے کی حاجت ہو وہاں سکوت اختیار کرنا بیان ہی کے مرتبہ میں ہے۔

## (۶) بیان عطف :

اگر کسی محمل جملے پر مکملی یا موزونی چیز کا عطف کریں تو یہ عطف اس محمل جملے کا بیان ہو گا اور اسے ہی بیان عطف کہتے ہیں۔

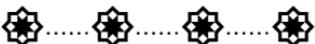
## مثال :

جب کوئی شخص کہے ”لِفْلَانِ عَلَىٰ مِئَةٌ وَ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ“، یعنی فلاں کے

مجھ پر سوار تین دراهم ہیں۔ تو اس مثال میں معطوف علیہ سو ہے لیکن پتہ نہیں ہے کہ سو کیا ہیں البتہ معطوف میں تین دراهم کا ذکر ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ معطوف علیہ میں بھی سو دراهم ہی مراد ہیں۔ لہذا یہ ایسا بیان ہے جو عطف کے ذریعے واقع ہوا۔

### (۷) بیان تبدیل :

سابقہ حکم کو ختم یا منسوخ کرنا بیان تبدیل کھلاتا ہے۔ اسی لیے بیان تبدیل کا دوسرا نام بیان لشخ ہے اور لشخ (یعنی کسی حکم شرعی کی حد و انتہاء بیان کرنے) کا حق صرف شارع کو ہے غیر کوئی وجہ ہے کہ اگر کوئی اقرار کر لے یا طلاق دے دے یا غلام ولوٹ دی کو آزاد کر دے تو اب اس سے رجوع نہیں کرسکتا کیونکہ یہ لشخ ہے اور غیر شارع کو لشخ کا اختیار حاصل نہیں۔



### سونے کے مدنی پھول

از: امیر اہلسنت شیخ طریقت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی مدظلہ العالی

☆..... سونے سے پہلے بستر کو اچھی طرح جھاڑ لججھے تاکہ کوئی موزی کیڑا اور غیرہ ہو تو نکل جائے۔

☆..... سونے سے پہلے یہ دعا پڑھ لججھے: ”اللَّهُمَّ يَا سَمِّكَ أَمُوْثَ وَأَحْبِي“۔

☆..... عصر کے بعد نہ سوئیں عقل زائل ہونے کا خوف ہے۔ فرمان مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: جو شخص عصر کے بعد سوئے اور اس کی عقل جاتی رہے تو وہ اپنے ہی کو ملامت کرے۔“

(۱۰) امدنی پھول، ص ۲۹، مکتبۃ المدینہ

# سبق نمبر (16)

﴿.....بحث ثانی: سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم .....﴾

## سنت کی تعریف:

سنت کا لغوی معنی طریقہ وعادت ہے اور اصطلاح میں اس سے مراد ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم کا قول فعل اور تقریر ہے اسے حدیث بھی کہتے ہیں۔

## نوٹ:

سنت و خبر دونوں مترادف ہیں۔

## سنت کا حکم:

علم و عمل کے لزوم کے اعتبار سے سنت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قرآن پاک کی طرح ہے کیونکہ اللہ عز و جل نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: ﴿مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾ [النساء: ٨٠] ترجمہ کنز الایمان: ”جس نے رسول کا حکم مانا ہے شک اس نے اللہ کا حکم مانا۔“ لیکن چونکہ ہر حدیث کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثبوت قطعی نہیں بلکہ بعض جگہ شبہ پایا جاتا ہے اس وجہ سے حدیث کی مختلف فتمیں ہیں اور ان سب کا الگ الگ حکم ہے۔

## ☆.....ثبوت کے اعتبار سے حدیث کی اقسام.....☆

ثبوت کے اعتبار سے حدیث کی مندرجہ ذیل تین فتمیں ہیں:

۱- حدیث متواتر    ۲- حدیث مشہور    ۳- خبر واحد

### حدیث متواتر :

”وہ حدیث جسے ایک جماعت نے دوسری جماعت سے اس طرح نقل کیا ہو کہ ان کا جھوٹ پر جمع ہونا متصور نہ ہو اور یہ حدیث اسی طریقے سے چلتی ہوئی ہم تک پہنچی ہو۔

### مثال :

قرآن پاک کا ہم تک منتقل ہونا، زکوہ کی مقدار، نماز کی رکعات کی تعداد وغیرہ غیرہ۔

### حکم :

حدیث متواتر سے علم قطعی و یقینی حاصل ہوتا ہے اور اس کا انکار کفر ہے نیز اس پر عمل کرنا واجب ہے۔

### حدیث مشہور :

وہ حدیث جو عصر صحابہ علیہم الرضوان میں خبر واحد کی طرح ہو پھر دوسرے اور تیسرا عصر (دور) میں مشہور ہو جائے اور امت مسلمہ اس کو قبول کر لے یہاں تک کہ متواتر کی طرح ہم تک پہنچے۔

### مثال :

حدیث رجم اور موزوں پر مسح کرنے والی حدیث۔

### حکم :

حدیث مشہور سے مطمئن کرنے والا علم حاصل ہوتا ہے، اس پر بھی عمل کرنا

لازم اور اس کا رد بدعوت ہے ۔

### خبر واحد :

وہ حدیث جسے ایک راوی نے ایک راوی سے یا ایک راوی نے ایک جماعت سے یا ایک جماعت نے ایک راوی سے روایت کیا ہو۔

### مثال :

حدیث: ”إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِاللِّيَّاتِ“ ۔

### حکم :

خبر واحد علم یقین و اطمینان کا فائدہ نہیں دیتی اگرچہ احکام شرعیہ میں عمل کو واجب کرتی ہے بشرطیکہ اس کا راوی مسلمان عادل اور حفظ و عقل میں صحیح ہو اور اس کی سند بھی ہم تک متصل ہو۔

### خبر واحد پر عمل کی شرائط :

روواۃ کے احوال مختلف ہونے کی وجہ سے خبر واحد پر عمل کی مندرجہ ذیل تین

شرائط ہیں:

۱..... (خبر واحد) قرآن پاک کے خلاف نہ ہو۔

۲..... حدیث مشہور کے خلاف نہ ہو۔

۳..... ظاہر کے خلاف نہ ہو۔

### ان شرائط کا مقصود :

سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جسکا مفہوم کچھ یوں ہے:

میرے بعد تم پر احادیث کی کثرت ہو جائے گی لہذا جب تمہیں میرے حوالے سے کوئی حدیث پہنچے تو تم اس کو کتاب اللہ پر پیش کرو اگر وہ حدیث کتاب اللہ کے موافق ہو تو قبول کرو اور اگر مخالف ہو تو رد کرو۔“ اس قبول و رد کی تحقیق وہی ہے جسے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا گیا ہے فرماتے ہیں کہ رواۃ تین قسم کے تھے:

### پہلی قسم :

وہ مومن و مخلص حضرات جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت بابرکت حاصل کی اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام کے معنی و مفہوم کو سمجھا اور اسے من و عن لوگوں تک پہنچادیا۔

### دوسری قسم :

وہ اعرابی (دیہاتی) حضرات جو کہ کسی قبیلے سے آئے اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعض کلام کو سن پائے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کلام کے حقیقی معنی و مفہوم کو نہیں سمجھ سکے چنانچہ جب قبیلے کی طرف واپس لوٹے تو وہاں حدیث کا صحیح مفہوم بیان کرنے سے قاصر رہے اور یہ گمان کیا کہ ہم حدیث بیان کر رہے ہیں۔

### تیسرا قسم :

وہ منافق لوگ کہ جن کا نفاق ظاہر نہ تھا انہوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سننے بغیر مِن گھڑت احادیث روایت کیں اور جب لوگوں نے ان سے

اس فقہ کی احادیث سین تو انھیں مومن گمان کرتے ہوئے آگے بیان کر دیں  
اس طرح لوگوں میں یہ من گھڑت احادیث بطور فرمائیں رسول مشہور ہو گئیں۔  
انہی مفاسد کی وجہ سے خبر واحد کو کتاب اللہ اور حدیث مشہور پر پیش کیا جانا لازمی  
قرار پایا۔

### خبر واحد کو کتاب اللہ پر پیش کرنے کی مثال:

حضرور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایک حدیث یوں روایت کی گئی ”مَنْ مَسَّ  
ذَكَرَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ“، یعنی جس نے اپنے ذکر کو چھوٹا تو سے چاہیے کہ وہ وضو  
کرے۔ یہ خبر واحد ہے اور اس کا مفاد یہ ہے کہ ذکر کو چھوٹے سے وضو ٹوٹ  
جاتا ہے اب اس بات کی صحت کو جانچنے کے لئے ہم اسے کتاب اللہ یا خبر مشہور  
پر پیش کریں گے اور دیکھیں گے کہ یہ ان میں سے کسی کے مخالف تو نہیں تاکہ  
مخالفت کی صورت میں اسے رد اور موافقت کی صورت میں پیش نہ کر لیا  
جائے چنانچہ جب ہم نے اسے کتاب اللہ پر پیش کیا تو اسکے مخالف پایا کیونکہ  
اللہ تبارک و تعالیٰ نے اہل قباء کی تعریف میں ارشاد فرمایا ﴿فِيهِ رَجَالٌ يُحِبُّونَ  
أَنْ يَتَطَهَّرُوا﴾ [التوبہ: ۱۰۸] ترجمہ نزد الایمان: ”اس میں وہ لوگ ہیں کہ  
خوب سترہا ہونا چاہتے ہیں۔“ چونکہ یہ حضرات پتھروں سے استخاء کرنے کے  
بعد پانی سے دھوتے تھے لیس اگر مس ذکر حدث ہوتا (جیسا کہ خبر واحد میں مذکور  
ہے) تو یہ طہارت کی بجائے تنجیس ہوتا حالانکہ آیت سے اسکا خلاف مستفاد  
ہوتا ہے۔ لہذا خبر واحد کو کتاب اللہ کے مخالف ہونے کی وجہ سے ترک کر دیا

جائے گا اور کتاب اللہ پر عمل کیا جائے گا۔

## خبر واحد کو خبر مشہور پر پیش کرنے کی مثال:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایک حدیث یوں روایت کی گئی: ”الْقَضَاءُ بِشَاهِدٍ وَيَمِينٍ“، یعنی مدعی کو اگر اپنے حق میں دو گواہ نہ ملیں تو وہ اپنے دعوے کے ثبوت میں ایک گواہ پیش کر سکتا ہے اور دوسرے گواہ کے بد لے قسم کھالے تو قاضی کے یہاں یہ گواہی معتبر ہوگی۔ لیکن جب ہم نے اس خبر واحد کو خبر مشہور پر پیش کیا تو اسے خبر مشہور کے مخالف پایا کیونکہ خبر مشہور میں ہے ”الْبَيْنَةُ عَلَى الْمُدَّعِيِّ وَالْيَمِينُ عَلَى مَنْ أَنْكَرَ“، یعنی گواہی مدعی پر اور قسم منکر پر ہے۔ جبکہ مذکورہ خبر واحد میں گواہی و قسم دونوں کے مدعی پر ہونے کا ذکر ہے لہذا اخیر واحد کو خبر مشہور کے مخالف ہونے کی وجہ سے ترک کر دیا جائے گا اور خبر مشہور عمل کیا جائے گا۔

## خبر واحد کے ظاہر کے مخالف ہونے کی صورت:

خبر واحد کے ظاہر کے مخالف ہونے کی ایک صورت یہ ہے کہ صحابہ کرام اور تابعین عظام کے زمانہ مبارکہ میں وہ معاملات جن میں عموم بلوی تھا ان میں خبر واحد کی عدم شہرت (اور صحابہ و تابعین کا اس کے خلاف عمل) اس بات کی علامت ہے کہ یہ حدیث ظاہر کے خلاف ہے کیونکہ صحابہ کرام اور تابعین عظام پر اس بات کی تہمت نہیں لگائی جاسکتی کہ معاذ اللہ انہوں نے سنت کی پیروی میں تفصیر سے کام لیا اس لئے کہ اس زمانہ میں خبر واحد کی عدم شہرت کہ جس زمانے میں سنت کی

شدید حاجت اور عموم بلوی تھا اس حدیث کے عدم صحت کی علامت ہے۔  
**☆..... علم و اجتہاد کے اعتبار سے راوی کی اقسام.....☆**

اس اعتبار سے راوی کی مندرجہ ذیل دو فتمیں ہیں:

### قسم اول :

وہ روأة جو علم و اجتہاد میں معروف ہوں۔ جیسے خلفاء راشدین، عبد اللہ بن مسعود، عبد اللہ بن عباس، عبد اللہ بن عمر، زید بن ثابت و معاذ بن جبل وغیرہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

### اس کا حکم :

جب ان حضرات کی روایت صحیح ثابت ہو جائے تو قیاس کے مقابلے میں اس پر عمل کرنا اولی ہے۔

### قسم ثانی :

وہ روأة جو حفظ و عدالت میں معروف ہوں لیکن اجتہاد و فتوی میں معروف نہ ہوں۔ جیسے حضرت ابو ہریرہ، انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

### اس کا حکم :

جب اس قسم کے راویوں سے روایت کی صحت ثابت ہو جائے تو پھر دیکھیں گے کہ وہ روایت قیاس کے موافق ہے یا مخالف، اگر موافق ہو تو اس پر عمل کرنا لازم ہے اور اگر مخالف ہو تو قیاس پر عمل کرنا اولی ہے۔



# سبق نمبر (17)

﴿.....خبر واحد کی جھیت کا بیان.....﴾

چار مقامات میں خبر واحد جھیت و دلیل ہے:

**پہلا مقام :**

خلاص اللہ تعالیٰ کا حق جس کا تعلق عقوبت (حدود وغیرہ) سے نہ ہو۔ جیسے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کے چاند کے بارے میں ایک اعرابی کی گواہی (خبر واحد) کو قبول فرمایا۔ یاد رہے کہ چاند سے روزہ ثابت ہوتا ہے جو کہ خالص حق اللہ ہے۔

**دوسرा مقام :**

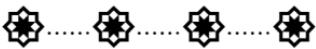
خلاص بندے کا حق جس میں کسی دوسرے پر کوئی چیز لازم آتی ہو جیسے مال کا جھگڑا۔ لیکن اس مقام پر خبر واحد کے جھیت بننے کے لئے عدیا عدالت شرط ہے۔ عد سے مراد کم از کم دو افراد ہیں۔

**تیسرا مقام :**

خلاص بندے کا حق جس میں کسی پر کچھ لازم نہ آئے جیسے قبول حد یہ ودیگر معاملات۔ ان امور میں بھی خبر واحد مقبول ہے خواہ بردینے والا عادل ہو یا فاسق۔

**چوتھا مقام :**

خلاص بندے کا حق جس میں کسی پر کچھ نہ کچھ لازم آئے جیسے کسی کو معزول کرنا یا کسی پر پابندی لگانا۔



# سبق نمبر (18)

## ﴿.....بِحِثٍ ثالثٍ: اِجْمَاعٌ.....﴾

اجماع کی تعریف :

اجماع کا لغوی معنی عزم اور ارادہ کرنا ہے جیسے: ”اجمَعَ عَلَى قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ أَيْ عَزِمَ عَلَيْهِ“، یعنی اس نے قرآن پڑھنے کا پختہ ارادہ کیا اسی طرح نبی ﷺ کرم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: لَا صِيَامَ لِمَنْ لَمْ يَجْمَعْ الصِّيَامَ یعنی اس کا روزہ نہیں جس نے رات سے پختہ ارادہ نہ کیا ہو۔ اجماع کا ایک معنی اتفاق کرنا ہے جیسے کہا جاتا ہے ”اجمَعَ الْقَوْمُ عَلَى كَذَا أَيْ إِتَّفَقُوا عَلَيْهِ“، قوم نے اس پر اتفاق کر لیا۔

اصطلاحی تعریف :

”فَهُوَ اِتَّفَاقُ عُلَمَاءٍ كُلَّ عَصْرٍ مِنْ اَهْلِ السُّنَّةِ ذَوِي الْعَدَالَةِ وَالْاجْتِهَادِ عَلَى حُكْمٍ“، یعنی ہر زمانے کے عادل و مجتهد علماء اہل سنت کا سی حکم پر متفق ہو جانا اجماع کہلاتا ہے۔

## ☆.....اجماع کی اقسام.....☆

بنیادی طور پر اجماع کی مندرجہ ذیل دو فرمیں ہیں:

۱۔ اجماع سندی      ۲۔ اجماع مذہبی۔

## اجماع سندی کی تعریف:

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت میں سے ہر زمانے کے علماء کا کسی حکم پر متفق ہو جانا اجماع سندی کہلاتا ہے۔

### ☆.....اجماع سندی کی اقسام.....☆

اس کی مندرجہ ذیل چار قسمیں ہیں:

#### پہلی قسم:

صحابہ کرام علیہم الرضوان کا کسی نے حکم پر واضح الفاظ کے ساتھ اجماع کرنا۔

#### اس کا حکم:

اعتقاد و عمل کے اعتبار سے یہ اجماع نص قرآنی کی طرح ہے۔

#### دوسری قسم:

کسی نے حکم پر بعض صحابہ کرام کی طرف سے صراحةً اور باقی کا اس سے سکوت اختیار کرنا۔

#### اس کا حکم:

ایسا اجماع قطعیت میں حدیث متواتر کی طرح ہے۔

#### تیسرا قسم:

جس حکم کے بارے میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کا قول نہ پایا جاتا ہو اس پر تابعین عظام کا اجماع کرنا۔

**اس کا حکم :**

ایسا اجماع حدیث مشہور کی طرح ہے اس سے علم طمانیت حاصل ہوتا ہے  
علم یقین نہیں۔

**چوتھی قسم :**

صحابہ کرام علیہم الرضوان کے اقوال میں سے کسی ایک قول پر تابعین کا  
اجماع کرنا۔

**اس کا حکم :**

ایسا اجماع خبر واحد کی طرح ہے جس سے عمل واجب ہوتا ہے علم واجب  
نہیں ہوتا۔

**نوت :**

فقہ میں محدثین و مجتہدین کا اجماع معتبر ہے اس میں عوام، متکلم اور ایسا  
محدث کہ جسے اصول فقہ میں کوئی بصیرت حاصل نہ ہوتا ان کا قول معتبر نہیں۔

**اجماع مذہبی کی تعریف :**

”وَهُوَ اجْمَاعٌ بَعْضِ الْمُجْتَهِدِينَ عَلَى حُكْمٍ“، یعنی کسی حکم پر بعض  
مجتہدین کا متفق ہو جانا اجماع مذہبی کہلاتا ہے۔

**☆..... اجماع مذہبی کی اقسام .....☆**

اس کی مندرجہ ذیل دو فرمیں ہیں:

۱۔ اجماع مرکب      ۲۔ اجماع غیر مرکب

## اجماع مرکب کی تعریف :

”جب کسی جدید مسئلہ کے حکم پر مجتہدین متفق ہو جائیں لیکن اس حکم کی علت میں اختلاف ہو۔

## اجماع مرکب کی مثال :

جب کسی شخص کو منہ بھرے آئی اور اس نے عورت کو بھی ہاتھ لگالیا تو اس صورت میں احناف و شافع کے نزدیک حکم ایک ہی ہے کہ اس کا وضو ٹوٹ جائے گا لیکن دونوں کے حکم کی علت مختلف ہے احناف کے نزدیک اس کا وضو ٹوٹنے کی علت منہ بھرے کا آنا ہے جب کہ شافع کے نزدیک اس شخص کا وضو ٹوٹنے کی علت عورت کو ہاتھ لگانا ہے۔

## اجماع غیر مرکب کی تعریف :

جب کسی جدید مسئلہ کے حکم پر مجتہدین کا اتفاق ہو جائے اور اس حکم کی علت میں بھی متفق ہوں تو اسے اجماع غیر مرکب کہتے ہیں۔

## اجماع غیر مرکب کی مثال :

دادی اور نانی سے نکاح کرنا حرام ہے کیونکہ اس کی علت یہ ہے کہ ان کی تعظیم و اجب ہے۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ مجتہدین اس حکم پر بھی متفق ہیں اور اس کی علت میں بھی کسی کا اختلاف نہیں ہے۔



# سبق نمبر (19)

عدم القائل بالفصل کا بیان ..... }

## عدم القائل بالفصل :

اس کا مطلب یہ ہے کہ جب دو اختلافی مسئللوں میں سے ایک ثابت ہو جائے تو دوسرا بھی لازماً ثابت ہو، کیونکہ دونوں میں فرق کرنے کا کوئی قائل نہیں یعنی یا تو مخالف کے نزدیک یہ دونوں مسئلے کے ثابت ہوں گے یا دونوں ثابت نہیں ہوں گے۔

☆..... عدم القائل بالفصل کی اقسام ..... ☆

## عدم القائل بالفصل کی دو قسمیں ہیں:

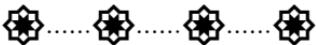
### پہلی قسم :

دو مسئللوں میں اختلاف کی بنیاد ایک ہی ہو۔ مثلاً یوم نحر کے روزے کی نذر ماننا درست ہے اور دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ بیع فاسد قبضے کے وقت ملکیت کا فائدہ دیتی ہے ان دونوں مسئللوں میں اختلاف کی بنیاد ایک ہی ہے وہ اس طرح کہ یوم نحر کے روزے سے منع کیا گیا ہے اسی طرح بیع فاسد سے بھی منع کیا گیا ہے لیکن اگر کوئی نذر مانے تو اس کی نذر ماننا صحیح ہے اسی طرح اگر کوئی بیع فاسد

کرے تو بعیت ہو جائے گی اگرچہ ان دونوں سے منع کیا گیا ہے۔

## دوسری قسم:

وہ دو مسئلے کہ جن میں اختلاف کی بنیاد مختلف ہو۔ مثلاً قت ناقض و ضوبہ ہے اور دوسرا مسئلہ ہے کہ بعیت فاسد ملکیت کا فائدہ دیتی ہے۔ ان دونوں مسئلوں میں اختلاف کی بنیاد مختلف ہے۔



### ✿ دست غیب کا سب سے اعلیٰ عمل ✿

از اعلیٰ حضرت امام المسنود محدث و مولانا الشاہ امام احمد رضا خاں علیہ رحمۃ الرحمٰن  
دست غیب کا سب سے اعلیٰ عمل قطعی عمل یقینی عمل جس میں تخلیف ممکن نہیں اور سب اعمال سے سہل  
و آسان تر خود قرآن عظیم میں موجود ہے، لوگ اسے چھوڑ کر دشوار و شوار عظیبات بلکہ وہیات کے پیچھے پڑتے  
ہیں اور اس سہل و آسان یقینی قطعی کی طرف توجہ نہیں کرتے: ”قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: وَمَنْ يَقْنَعِ اللَّهَ يَجْعَلُ لَهُ  
مَخْرَجًا، وَيَرْزُقُهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْسِبُ“ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: جو اللہ سے ڈرے تو قوی  
و پرہیزگاری کرے اللہ عز و جل ہر مشکل سے اس کیلئے نجات کی راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی  
درے گا، جہاں سے اس کا گمان بھی نہ ہوگا۔

### ✿ حب کا سهل و یقینی عمل ✿

اسی طرح لوگ عمل حب کے پیچھے خستہ و خوار پھرتے ہیں اور نہیں ملتا، اور حب کا سہل و یقینی قطعی عمل  
قرآن عظیم میں مذکور ہے اس کی غرض نہیں کرتے: ”قَالَ اللَّهُ تَعَالَى إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا  
الصَّلَاحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَنَ وَدًا“ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: پیشک جو ایمان لائے اور ایچھے کام  
کئے قریب ہے کہ رحمٰن ان کیلئے محبت کر دے گا (دلوں میں ان کی حب ڈال دے گا)۔ نسال اللہ حسن  
ال توفیق (ہم اللہ تعالیٰ سے حسن توفیق مانگتے ہیں، واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم)۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۱، ص ۲۱۹)

# سبق نمبر (20)

﴿.....بِحِثٍ رَابعٍ: قِيَاسٌ.....﴾

**قیاس کی تعریف :**

قیاس کا لغوی معنی اندازہ لگانا ہے۔ اور اصطلاح شرع میں ”کسی منصوص علیہ مسئلہ میں پائی جانے والی علت کے ذریعے غیر منصوص علیہ مسئلہ کا حکم معلوم کرنا جبکہ وہ علت دونوں میں مشترک ہو“ قیاس کہلاتا ہے۔

**قیاس کی مثال :**

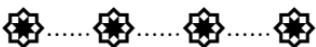
نص سے یہ بات ثابت ہے کہ غلاموں کو گھروں میں آنے کیلئے اجازت کی ضرورت نہیں کیونکہ انکی آمد و رفت کثرت سے ہوتی ہے لہذا اب اس بارا جازت لینے میں حرج کے سبب ان سے حکم استند ان اٹھالیا گیا تو اس پر قیاس کرتے ہوئے بلی کے جھوٹ سے ناپاکی کے حکم کو اٹھالیا گیا کیونکہ اس کا بھی گھروں میں کثرت سے آنا جانا ہے اور بحاجت کا حکم باقی رکھنے میں حرج ہے۔

**قیاس کا حکم :**

قیاس دلائل شرعیہ میں سے ایک دلیل شرعی ہے اور اس پر عمل واجب ہے جب تک کہ کسی مسئلے میں اس سے اوپر کی کوئی دلیل نہ پائی جائے۔

## قیاس کی حجیت :

اسلام قیامت تک باقی رہنے والا دین ہے اسی لئے یہ قیامت تک پیدا ہونے والے مسائل کا حل پیش کرنے کی وسعت رکھتا ہے لہذا ایسے مسائل کے جن کے بارے میں قرآن و سنت سے واضح حکم معلوم نہ ہو سکے انہیں قیاس کے ذریعے حل کیا جاتا ہے اگر قیاس کی اجازت نہ ہو تو بہت سے مسائل بالخصوص جدید مسائل کا شرعی حل ناممکن ہو کر رہ جاتا ہے۔ متعدد احادیث میں بھی قیاس سے احکام شرعیہ حل کرنے اور قیاس کرنے کی اجازت کا ذکر ہے، چنانچہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مشہور و معروف حدیث میں ہے کہ جب سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے انہیں یمن بھیجنے کا ارادہ کیا تو ان سے دریافت فرمایا کہ: تم کس چیز کی مدد سے فیصلہ کرو گے؟ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: کتاب اللہ سے۔ فرمایا کہ اگر تم وہاں نہ پاؤ تو؟ عرض کی: سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے، فرمایا: اگر وہاں بھی نہ پاؤ تو؟ عرض کی: اجتھڈ برأیي یعنی پھر میں اپنی رائے و قیاس سے کام لوں گا، اس پر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: "الحمد لله الذي وفق رسوله لما يرضي به رسوله" یعنی تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں کہ جس نے اپنے رسول کے قاصد کو اس چیز کی توفیق بخشی کہ جس سے اس کا رسول راضی ہوتا ہے۔



# سبق نمبر (21)

صحیت قیاس کی شرائط کا بیان ..... ﴿

صحیت قیاس کیلئے مندرجہ ذیل پانچ شرائط کا پایا جانا ضروری ہے:

## پہلی شرط :

قیاس نص کے مقابلے میں نہ ہو، یعنی نص کے ہوتے ہوئے قیاس کی اجازت نہیں۔ مثلاً حضرت حسن بن زیاد رحمہ اللہ سے کسی نے نماز میں قہقہہ لگانے کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا: ”نماز میں قہقہہ ناقض و ضوہر ہے“ یہن کر سائل نے کہا: ”اگر کوئی شخص نماز میں پاک دامن عورت پر تہمت لگائے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹا حالانکہ یہ انتہائی بڑا گناہ ہے تو نماز میں قہقہہ لگانا جو کہ اس سے ہلکا ہے اس سے وضو کیسے ٹوٹ سکتا ہے؟“ لیکن سائل کا یہ قیاس نص (حدیث) کے مقابلے میں ہونے کی وجہ سے درست نہیں ہے۔ حدیث یہ ہے: ”اَلَا مَنْ ضَرِحَكَ مِنْكُمْ قَهْقَهَةً فَلَيُعِدِ الْوُضُوءُ وَالصَّلَاةَ جَمِيعًا“ یعنی خبر دار تم میں سے جو بھی نماز میں قہقہہ مار کر ہنسا تو وضوء و نمازو دونوں کا اعادہ کر لے۔

## دوسری شرط :

قیاس سے نص کا کوئی حکم نہ بد لے۔ مثلاً امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وضو کو

تیم پر قیاس کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جس طرح تیم میں نیت شرط ہے بالکل اسی طرح خصوصیں بھی نیت شرط ہے لیکن ان کا یہ قیاس درست نہیں ہے کیونکہ اس سے قرآن پاک کی آیت جو کہ خصوصی کے بارے میں ہے اور مطلق ہے اسے مقید کرنا لازم آرہا ہے اس وجہ سے یہ قیاس درست نہیں ہے۔

### تیسرا شرط :

اصل سے فرع کی طرف متعدد ہونے والا حکم عقل کے خلاف نہ ہو۔ مثلاً امام شافعی رحمہ اللہ کے اصحاب کا کہنا کہ دونجس قلے جب جمع ہو جائیں تو دونوں پاک ہو جائیں گے اور جب دونوں کو الگ الگ کر دیا جائے تو دونوں طہارت پر باقی رہتے ہیں اور اسے اس مسئلے پر قیاس کرتے ہیں کہ پانی جب دو قلے ہو اور اس میں نجاست گر جائے تو وہ نجس نہیں ہوتے۔ اصحاب شافعی رحمہم اللہ کا یہ قیاس درست نہیں ہے کیونکہ اس میں اصل سے فرع کی طرف متعدد ہونے والا حکم عقل کے خلاف ہے۔

### چوتھی شرط :

تعلیل کسی حکم شرعی کو ثابت کرنے کیلئے ہونے کا امر لغوی کو۔ مثلاً ”سارق“ (چور) کو سارق اس لیے کہتے ہیں کہ یہ غیر کے مال کو خفیہ طور پر لیتا ہے اور ”بیاش“ کہتے ہیں کہنے چور کو لہذا بیاش کو سارق پر لغوی اعتبار سے قیاس کرنا کہ جس طرح سارق میں چوری والا معنی پایا جاتا ہے اسی طرح بیاش میں بھی چوری والا معنی پایا جاتا ہے لپس اسی بناء پر بیاش پر لفظ سارق کا اطلاق کر کے اس

پر سارق والی حدیقٹ، جاری کرنا درست نہیں کیونکہ اس قیاس میں امر لغوی کو ثابت کیا گیا ہے نہ کہ حکم شرعی کو۔

### پانچویں شرط :

فرع منصوص علیہ نہ ہو۔ یعنی جس مسئلہ کا حکم قیاس کے ذریعے معلوم کرنا ہے اس مسئلہ کا حکم پہلے سے ہی دیگر دلائل سے معلوم نہ ہو۔ مثلاً کفارۃ ظہار اور کفارۃ بیین کو کفارۃ قتل پر قیاس کرنا کہ جس طرح کفارۃ قتل میں مومن غلام یا لونڈی کو آزاد کرنے کا حکم ہے اسی طرح کفارۃ ظہار اور کفارۃ بیین میں بھی مومن غلام یا لونڈی کو آزاد کرنے کا حکم ہونا چاہئے تو یہ قیاس کرنا درست نہیں ہے کیونکہ فرع منصوص علیہ ہے یعنی فرع میں پہلے سے ہی نص وارد ہے اور وہ مطلق ہے یعنی اس میں یہ قید نہیں کہ رقبہ مومنہ ہی ہو۔



### ..... تکبیر کی تعریف .....

”تکبیر“ کی دو تعریفات ملاحظہ ہوں:

- (1) ..... ”الکبر: هُوَ بَطْرُ الْحَقِّ وَعَمْطُ النَّاسِ“ یعنی حق بات کا انکار اور لوگوں کو حقیر و ذلیل سمجھنا۔ (صَحِحُ مُسْلِمٍ ص ۲۰ حديث ۹۱، مطبوعہ دار ابن حزم)
- (2) ..... ”هُوَ أَن يَرَى الْإِنْسَانُ نَفْسَهُ أَكْبَرَ مِنْ غَيْرِهِ“ یعنی انسان خود کو دوسروں سے بڑا سمجھے۔ (المفردات للراغب ص ۲۹، دار القلم دمشق)

# سبق نمبر (22)

## ﴿.....قیاس کے ارکان کا بیان.....﴾

قیاس کے ارکان چار ہیں۔

۱- اصل (مقیس علیہ) ۲- فرع (مقیس) ۳- حکم ۴- علت مشترکہ  
یہاں قیاس کے صرف ایک رکن ”علت“ سے بحث کی جائے گی۔ اصل سے  
فرع کی طرف متعدد ہونے والا حکم کسی ایسی علت کی بناء پر ہوتا ہے جو کہ  
دونوں (اصل و فرع) کے مابین مشترک ہو اور اس علت کو مختلف طریقوں سے جانا  
جاتا ہے۔ جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

### (۱).....کتاب اللہ کے ذریعے:

اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ  
جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ طَوَّافُونَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ﴾ [النور: ۵۸]  
ترجمہ کنز الایمان: ”کچھ گناہ نہیں تم پر نہ ان پر آمد و رفت رکھتے ہیں  
تمہارے یہاں ایک دوسرے کے پاس۔“ اس آیت مبارکہ میں اللہ عز و جل  
نے غلاموں کو بغیر اجازت گھروں میں داخلے کی رخصت عطا فرمائی اور کثرت  
طواف کو اس کی علت قرار دیا یعنی ان کا گھروں میں بار بار آنا جانا ہوتا ہے اور  
بار بار اجازت لینے میں حرج ہے لہذا اس حرج سے بچانے کیلئے فرمایا کہ ان

کے گھروں میں بغیر اجازت آنے میں کوئی حرج نہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ کثرت طوف سقوط حکم (استند اُن) کی علت ہے۔ لہذا یہ علت قرآن سے معلوم ہوئی پھر اسی علت کی بناء پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بُلی کے جھوٹے کی نجاست کا حکم ساقط کر دیا اور فرمایا: ”الْهِرَةُ لَيْسَ بِنَجْسَةٍ فَإِنَّهَا مِنَ الطَّوَّافِينَ عَلَيْكُمْ وَالظَّوَافَاتِ“ اور اسی پر قیاس کرتے ہوئے فقہاء نے تمام سوا کن الیوت (یعنی گھروں میں رہنے والے جانوروں) کے جھوٹے کو بھی پاک قرار دے دیا۔

### (۲) سنت کے ذریعے :

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (مفهوم): جو شخص کھڑے کھڑے یا بیٹھے بیٹھے یا حالت رکوع و سجود میں سو جائے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا، وضواس کا ٹوٹتا ہے جو پہلو کے بل سوئے کیونکہ جب وہ پہلو کے بل سوتا ہے تو اس کے اعضاء جسم ڈھیلے پڑ جاتے ہیں۔ (اور اس کی وجہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے) نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وضو ٹوٹنے کی علت استرخائے مفاصل (اعضاء کا ڈھیلنا پڑنا) بیان فرمائی لہذا کسی ایسی چیز سے میک لگا کر سونا کہ اگر اس چیز کو ہٹا دیا جائے تو سونے والا گرجائے بھی ناقض وضوء ہے کیونکہ اس طرح سونے میں بھی یہی علت استرخائے مفاصل پائی جاتی ہے۔

### (۳) اجماع کے ذریعے :

چھوٹے بچے پر باب کو جو ولایت و اختیار حاصل ہے اس کی علت بچے کا

صغر یعنی چھوٹا و نا سمجھ ہونا ہے اور یہی علت پچی میں بھی پائی جاتی ہے لہذا جس طرح باپ کو نابالغ بچے پر ولایت حاصل ہے اسی طرح نابالغہ پچی پر بھی حاصل ہے، چاہے وہ باکرہ ہو یا ثیبہ۔۔۔

#### (۴).....اجتہاد و استنباط کے ذریعے :

اگر کوئی شخص کسی فقیر کو درہم دے تو اسے دیکھ کر ہمارا ظن غالب یہی ہو گا کہ اس نے فقیر کو اس لئے درہم دیئے ہیں تاکہ اس کی حاجت پوری ہو جائے اور اسے ثواب حاصل ہو۔ لہذا بھیک دینے کی علت (رفع حاجت و تحصیل ثواب) اجتہاد سے معلوم ہوتی۔

☆.....تعدی حکم کے اعتبار سے قیاس کی اقسام.....☆  
قیاس میں اصل سے فرع کی طرف حکم کو متعدد کرتے ہیں اس متعدد ہونے والے حکم کے اعتبار سے قیاس کی دو فرمیں ہیں:-

#### پہلی قسم :

حکم فرع حکم اصل کی نوع سے ہو۔ یعنی فرع کی طرف متعدد کیا جانے والا حکم اصل میں پائے جانے والے حکم کی نوع سے ہو۔ مثلاً نابالغ غلام کے نکاح کی ولایت اس کے آقا کو غلام کے صغر (یعنی چھوٹا و نا سمجھ ہونے) کی وجہ سے دی گئی ہے اور یہی علت یعنی صغر نابالغہ لونڈی میں بھی پائی جاتی ہے لہذا اس علت کے ”متحد فی النوع“ ہونے کی وجہ سے آقا کو نابالغہ لونڈی کے نکاح کی بھی ولایت حاصل ہو گی چاہے وہ باکرہ ہو یا ثیبہ۔۔۔

## اس کا حکم :

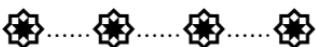
قیاس کی اس قسم کا حکم یہ ہے کہ مقیس اور مقیس علیہ کے درمیان مطلق فرق سے یہ باطل نہیں ہوتا، کیونکہ اول تو قیاس کی شرائط میں جمیع اوصاف میں اتحاد ہونا شرط نہیں ہے اور دوسرے یہ کہ جب اصل و فرع علت میں متحد ہونے کے لئے توازن حکم میں بھی متحد ہونا چاہئے اگرچہ اس کے علاوہ دوسری علت میں ان کے درمیان فرق ہو۔

## دوسری قسم :

حکم فرع حکم اصل کی جنس سے ہو، یعنی فرع کی طرف متعددی کیا جانے والا حکم اصل میں پائے جانے والے حکم کی جنس سے ہو۔ مثلاً غلاموں کو بغیر اجازت گھروں میں داخل کی اجازت دی گئی ہے اور اس کی علت کثرتِ طواف بیان کی گئی ہے کیونکہ ان کا گھروں میں بار بار آنا جانا رہتا ہے اور بار بار اجازت لینے میں حرج کی وجہ سے انہیں بغیر اجازت ہی گھروں میں داخل ہونے کی رخصت دی گئی اسی طرح بلی بھی گھروں میں کثرت سے آمد و رفت رکھتی ہے اور اس کے جھوٹے کو خجس قرار دینا حرج کا باعث ہے لہذا اسی علت یعنی کثرتِ طواف کی بناء پر اس حکمِ نجاست کو ساقط کر دیا گیا۔

## اس کا حکم :

اس قسم کا قیاس مانع کی منع سے فاسد ہو سکتا ہے۔ اس طور پر کہ وہ اس بات کا ہی انکار کر دے کہ یہ علت اصل و فرع دونوں کو شامل ہے۔



# سبق نمبر (23)

.....احکام سے متعلقہ اشیاء کا بیان .....

حکم شرعی چار چیزوں سے متعلق ہوتا ہے۔

۱- سبب ۲- علت ۳- شرط ۴- علامت

ہم یہاں صرف سبب اور علت سے بحث کریں گے۔

## سبب کی تعریف :

وہ چیز جو حکم تک کسی اور کے واسطے سے پہنچائے جیسے راستہ کہ یہ چلنے کے واسطے سے مقصد تک پہنچاتا ہے۔ مثلاً کسی کو مسجد میں جانا ہو تو وہ راستے کو (سبب) بنائے گا اور چلنے کو (واسطہ) ذریعہ بنانا کرائیں (مقصد) مسجد تک پہنچ گا۔

## علت کی تعریف :

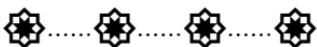
سبب و حکم کے درمیانی واسطے کو علت کہتے ہیں۔ جیسے منزل مقصود تک جانے کیلئے راستہ سبب اور چلنا علت ہے۔

## سبب و علت کا حکم :

جب سبب و علت جمع ہو جائیں تو حکم علت کی جانب مضاف ہو گا نہ کہ سبب کی طرف۔ لیکن جب علت کی طرف اضافت متعذر ہو تو حکم سبب ہی کی طرف لوٹے گا۔

## مثال :

احکام شرعیہ میں سبب و علت کی مثال یہ ہے کہ مثلاً اگر کسی نے دوسرے کا کوئی جانور کھول دیا اور وہ جانور دوڑ کر کنوں وغیرہ میں گر کر مر گیا تو اس کھولنے والے پر ضمان لازم نہیں آئے گا کیونکہ اس کا کھولنا جانور کے مر نے کا سبب ہے علت نہیں علت جانور کا دوڑنا ہے لہذا حکم علت کی طرف مضاف ہو گا نہ کہ سبب کی طرف۔



## ✿ ..... چغلی کی تعریف .....✿

”هِيَ نَقْلُ كَلَامَ الْغَيْرِ بِقَصْدِ الْإِضْرَارِ“ یعنی کسی کی بات بھر (یعنی نقصان) پہنچانے کے ارادے سے دوسروں کو پہنچانا چغلی ہے۔ (عمدة القارى ج ۲ ص ۵۹۳ تحت الحديث ۲۱۶ دار الفکر بیروت)

## ✿ ..... حسد کی تعریف .....✿

”حسد“ کی دو تعریفات ملاحظہ ہوں:

- (۱) ..... کسی کی نیعت بھجن جانے کی آرزو کرنا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۳۲۸)
- (۲) ..... ”الحسد تَمَنَّى زَوَالِ نِعْمَةِ الْمَحْسُودِ إِلَى الْحَاسِدِ“ یعنی کسی شخص کی خوبی دیکھ کر آرزو کرنا کہ نیعت اس سے ختم ہو جائے اور مجھمل جائے۔ (التعريفات للجرجاني، ص ۲۲، دار المنار)

## ✿ ..... جھوٹ کی تعریف .....✿

”هُوَ الْإِخْبَارُ بِالشَّيْءِ عَلَىٰ خَلَافٍ مَا هُوَ عَلَيْهِ سَوَاءٌ كَانَ عَمَدًا أَمْ خَطَا“ خلاف واقع بات کرنے کو جھوٹ کہتے ہیں خواہ جان بوجھ کر ہو یا غلطی سے۔ (فتح الباری لابن حجر، ۱۸۲/۲، دار الكتب العلمیہ بیروت) مثلاً کسی سے رقم ادھاری اور جب اس نے مانگی تو نہ دینے کے باعہ ہو کر دیا دی ہے۔

# سبق نمبر (24)

..... موافع شرعیہ کا بیان .....

## مانع کی تعریف :

بعض اوقات کسی رکاوٹ کے سبب کسی چیز پر حکم شرع نہیں لگتا اس رکاوٹ کو اصول فقہ کی اصطلاح میں مانع کہتے ہیں اور اسکی جمع موافع ہے۔

## موافع شرعیہ چار ہیں :

۱..... انعقاد علت میں مانع	۲..... تکمیل علت میں مانع
۳..... ابتدائی حکم میں مانع	۴..... دوام حکم میں مانع۔

## انعقاد علت میں مانع :

ایسا مانع جس کی وجہ سے علت کا انعقاد ہی نہ ہو سکے۔ مثلاً کسی چیز کی بیع اس شیء کے کسی کی ملکیت میں دخول کی علت ہے لیکن مردار اور خون کی بیع ملکیت میں دخول کی علت نہیں۔ بن سکتی کیونکہ ملکیت میں دخول کے لئے جس طرح یہاں بیع کی ضرورت ہے اسی طرح بیع کے لئے یہ ضروری ہے کہ بیع مال ہو جکہ مردار اور خون مال نہیں۔ لہذا ان دونوں کے مال نہ ہونے کی وجہ سے بیع منعقد نہیں ہوگی جو کہ علت ہے ملکیت میں دخول کی۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہاں بیع علت ہے، ”ملکیت میں داخل ہونا“، ”حکم اور“ مردار و خون کا مال نہ ہونا“، مانع ہے۔

## تکمیل علت میں مانع :

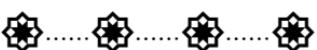
ایسا مانع جو انعقادِ علت میں تو رکاوٹ نہ بنے لیکن تکمیلِ علت میں رکاوٹ پیدا کر دے۔ مثلاً مالِ مخصوص کا پورے سالِ ملکیت میں ہونا وجوبِ زکوٰۃ کی علت ہے لیکن سال پورا ہونے سے پہلے اگر مالِ ضالع ہو جائے تو تکمیلِ علت یعنی مالِ نصاب پر کامل سال گزر جانے کو مانع ہے اگرچہ انعقادِ علت میں مانع نہیں کیونکہ شروع سال میں تو مال موجود تھا۔

## ابتدائی حکم میں مانع :

ایسا مانع جو علت کے پائے جانے کے باوجود حکم کے نفاذ میں رکاوٹ پیدا کر دے۔ مثلاً یعنی مکمل ہو جانے پر ثبوتِ ملکیت کا حکم لگاتا ہے لیکن خیارِ شرط (بائع یا مشتری) میں سے کسی نے تین دن کا اختیار کھا تو یہ (ثبوتِ حکم یعنی ملکیت) میں رکاوٹ ہے یعنی جب تک خیار باقی ہے ملکیت کی ابتداء بھی نہیں ہوگی۔ لہذا ایسا علت بیع تو پائی گئی لیکن خیارِ شرط مانع کی وجہ سے حکم ملکیت کی ابتداء بھی نہ ہوئی۔

## دوامِ حکم میں مانع :

ایسا مانع جو حکم کے نفاذ میں تو رکاوٹ نہ ہو لیکن اس کے دوام و باقی رہنے میں رکاوٹ پیدا کر دے۔ مثلاً کسی نے اگر بغیر دیکھے کوئی چیز خیارِ رؤیت کے ساتھ خریدی تو وہ اس کی ملک میں آجائے گی لیکن دیکھنے پر اگر اس نے انکار کر دیا تو وہ شیء اس کی ملکیت سے نکل جائے گی یعنی خیارِ رؤیت دوامِ حکم میں مانع ہے۔



# سبق نمبر (25)

## ﴿.....مامورات شرعیہ کا بیان.....﴾

عبادت شرعیہ کی چار اقسام ہیں:

۱- فرض ۲- واجب ۳- سنت ۴- نفل

### فرض کی تعریف:

فرض کا لغوی معنی مقدار مقرر کرنا ہے، اور فرض کو فرض اس لئے کہتے ہیں کہ شریعت میں اس کی ایک مقدار مقرر ہے جس میں کمی بیشی کا احتمال نہیں۔ اور اصطلاح میں فرض وہ مامور بہ ہے جو ایسی دلیل قطعی سے ثابت ہو جس میں کوئی شک و شبہ نہ ہو۔

### فرض کا حکم:

فرض پر عمل کرنا اور اس کی فرضیت کا اعتقاد کر کر دلنوں ضروری ہیں۔ جیسے نماز، روزہ و زکوہ وغیرہ۔

### واجب کی تعریف:

”واجب“ و جوب سے ہے جس کا لغوی معنی سقوط یا اضطراب ہے، پہلے معنی کے اعتبار سے واجب کو واجب اس لئے کہتے ہیں کیونکہ یہ بندے پر اس کی مرضی کے بغیر ڈالا جاتا ہے۔ اور باعتبار معنی ثانی واجب کو واجب اس لئے

کہتے ہیں کہ وہ فرض اور نفل کے درمیان مضطرب ہوتا ہے یعنی عمل کے اعتبار سے فرض اور اعتقاد کے اعتبار سے نفل ہوتا ہے اور اصطلاح میں واجب سے مراد وہ مامور بہ ہے جو ایسی دلیل سے ثابت ہو کہ جس میں کچھ شبہ ہو جیسے وہ آیات جن میں تاویل کی گئی ہو اور اخبار آحاد میں سے صحیح احادیث۔

### واجب کا حکم :

عمل کے اعتبار سے فرض اور اعتقاد کے اعتبار سے نفل کے درجہ میں ہے۔ یعنی واجب پر عمل کرنا اسی طرح ضروری ہے جس طرح فرض پر لیکن اس کا اعتقاد ایسا ضروری نہیں جیسا فرض کا۔ جیسے نمازوٰ و تر، نمازِ عید وغیرہ۔

### سنن کی تعریف :

سنن کا لغوی معنی طریقہ و راستہ ہے۔ اور اصطلاح میں اس سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا صحابہ کرام علیہم الرضوان کی طرف سے دیا گیا ایسا دینی پسندیدہ طریقہ و راستہ ہے جس پر خوب چلا گیا ہو۔

### سنن کا حکم :

سنن پر عمل کا شریعت میں مطالبہ کیا گیا ہے اور بلا وجہ چھوڑنے والا ملامت کا مستحق ہے۔

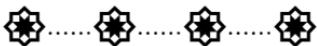
### نفل کی تعریف :

نفل کا لغوی معنی ہے زائد ہونا، مال غنیمت کو بھی اسی وجہ سے نفل کہتے ہیں کہ وہ مقصودِ جہاد سے ایک زائد چیز ہے۔ اور اصطلاح میں وہ عبادت ہے جو فرائض

وواجبات پر زائد ہو۔

### نفل کا حکم :

اس کے کرنے پر ثواب ملتا ہے اور ترک پر عذاب نہیں ہوتا۔  
نبوت : نفل کو تطوع بھی کہتے ہیں۔



### ..... استاد کا ادب و احترام .....

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین ولت شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ملفوظات شریف میں ارشاد فرماتے ہیں:

”حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: جب میں بغرض تحصیل علم (یعنی علم دین سکھنے کیلئے) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے در دولت پر جاتا اور وہ باہر تشریف نہ رکھتے ہوتے تو براہ ادب ان کو آواز نہ دیتا، ان کی چوکھت پر سر کھکھ لیٹ رہتا۔ ہوا خاک اور ریتا اڑا کر مجھ پر ڈالتی، پھر جب حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شانہ اقدس سے تشریف لاتے، فرماتے: ”ابنِ عَمِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (یعنی اے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے) آپ نے مجھے اطلاع کیوں نہ کر دی؟“ میں عرض کرتا مجھے لاائق نہ تھا کہ میں آپ کو اطلاع کرتا۔“

یہ ادب ہے جس کی تعلیم قرآن عظیم نے دی: إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِنْ وَرَاءِ الْحُجَّرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ، وَلَوْ أَنَّهُمْ صَرُّوا حَتَّىٰ تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاللَّهُ عَفُورٌ رَّحِيمٌ ”وہ جو حجروں کے باہر سے تمہیں آواز دیتے ہیں، ان میں بہت کو عقل نہیں اور اگر وہ صبر کرتے ہیاں تک کہ تم باہر تشریف لا تو ان کیلئے بہتر تھا اور اللہ عز و جل بخشنے والامہربان ہے۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت، حصہ اول، ص ۱۸۶، مکتبۃ المدینہ)

# سبق نمبر (26)

## عزیمت و رخصت کا بیان

### عزیمت کی تعریف:

عزیمت کا لغوی معنی ہے نہایت پختہ ارادہ اور اصطلاح میں اس سے مراد وہ احکام ہیں جو ہم پر ابتداء لازم ہوں یعنی عوارض کی طرف نظر کئے بغیر فی نفسہ وہ ہم پر لازم ہوں۔ جیسے بیماری و سفر وغیرہ دیگر عوارض سے قطع نظر مطلق اروزے کا حکم عزیمت ہے۔

### عزیمت کی اقسام

عزیمت کی مندرجہ ذیل دو قسمیں ہیں:

۱۔ فرض ۲۔ واجب

لیکن ان کے تحت ان کی اضداد یعنی حرام، مکروہ بھی شامل ہیں اس لیے کہ حرام اگر دلیل قطعی سے ثابت ہے تو پھر اس سے بچنا فرض ہے جیسے شراب نوشی اور اگر دلیل ظنی سے ثابت ہو تو اس سے بچنا واجب ہے جیسے بجوا کھانا۔

### رخصت کی تعریف:

رخصت عزیمت کے مقابل ہے اس کا لغوی معنی سہولت و آسانی ہے اور اصطلاحاً مکلف میں کسی عذر کے پائے جانے کی وجہ سے مشکل کام کو آسانی کی

طرف پھینا۔

### مثال :

رمضان المبارک کے مہینہ میں کوئی بیمار یا مسافر ہو تو اسے اس بات کی رخصت ہے کہ ابھی روزے ترک کر دے اور بعد میں رکھ لے۔

### ☆.....نتیجہ کے اعتبار سے رخصت کی اقسام .....☆

اس اعتبار سے اس کی مندرجہ ذیل دو قسمیں ہیں:

#### پہلی قسم :

کسی فعل کی حرمت کے باقی رہنے کے باوجود اس کی رخصت ہونا۔ جیسے حالت اکراہ میں کلمہ کفر بولنے کی اجازت ہے جبکہ دل ایمان پر مطمئن ہو۔ لیکن اس رخصت کے باوجود اصل فعل (کلمہ کفر کا بکنا) جائز نہیں ہو سکتا ہاں یہ اور بات ہے کہ مجبور و مکرہ کے ساتھ شریعت آسانی کا معاملہ فرماتی ہے۔

#### اس کا حکم :

مجبور کرنے کے باوجود شارع کی تعظیم کی خاطر ان برائیوں سے باز رہا اور ایذا دیا گیا حتیٰ کہ قتل کر دیا گیا تو اجر و ثواب کا مستحق ہو گا۔

#### دوسری قسم :

رخصت کی وجہ سے فعل کی صفت ہی بدل جائے یعنی پہلے وہ کام حرام تھا رخصت کے سبب اس کے حق میں مباح ہو گیا۔

## اس کا حکم :

اگر وہ اس حرام کے مباح ہو جانے کے بعد بھی اس کے کھانے سے باز رہا اور مر گیا تو گنہگار ہوگا۔ کیونکہ اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: ﴿فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ﴾ [المائدہ: ۳] [ترجمہ کنز الایمان: ”توجہ بھوک پیاس کی شدت میں ناچار ہو۔“] اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص نہایت بھوک پیاسا ہو کہ موت کا صحیح اندیشہ ہے اور اسے کوئی حلال چیز میسر نہیں تو ایسی صورت میں اسے حرام کھانے پینے کی اجازت ہے بلکہ اتنا کھانا پینا فرض ہے کہ جس سے جان بچ سکے لیکن جب اس نے کچھ بھی نہ کھایا اور اسی سبب سے مر گیا تو گنہگار ہوگا کہ جان بچانا فرض ہے۔

### تہمت

#### مُجاهدِیٰ کا مطلب

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجددین ولت پروانہ شیع رسالت حضرت علامہ و مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن ملفوظات شریف میں ارشاد فرماتے ہیں:

”سارا مجاهدہ اس آیہ کریمہ میں جمع فرمادیا ہے: “أَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَى فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَى“ جو اپنے رب عزوجل کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اور نفس کو خواہشوں سے روکے بے شک توجنت ہی ٹھکانہ ہے۔“

”یہی جہاد اکبر ہے حدیث میں ہے: جہاد کفار سے واپس آتے ہوئے فرمایا: ”رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْأَصْغَرِ إِلَى الْجِهَادِ الْأَكْبَرِ“ ہم اپنے چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف پھر۔“

(ملفوظات شریف، حصہ اول، ص ۲۰۶، مکتبۃ المدینہ)



بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## قواعد فقہیہ ..... ﴿

کسی بھی فن میں مہارت تامہ اسی وقت حاصل ہوتی ہے جب اس فن کے قواعد کو اپھی طرح سمجھ کر از بر کر لیا جائے ورنہ اس فن سے کما حقہ فوائد حاصل نہیں کئے جاسکتے۔ علماء کرام نے کثیر فہمی جزئیات میں تیقّن کر کے بطور استقراء بہت سے قواعد مقرر فرمائے ہیں جن کو صحیح طور پر استعمال کر کے ایسے بہت سے مسائل کا حکم معلوم کیا جاسکتا ہے جو یا تو نو پید ہیں یا ان کی صراحت نہیں ملتی لیکن وہ مسائل جن کے بارے میں نص شرعی یا کتب فقہیہ میں جزئیہ موجود ہے ان کا حکم وہی رہے گا جو نصوص یا کتب فقہیہ میں پہلے ہی مذکور ہے۔ اب ہم یہاں طلبہ کے اذہان کی اصول فقہ کی نجح پر نشوونما کے لئے چند قواعد ذکر کرتے ہیں، امید ہے کہ انہیں سمجھ کر یاد کر لینا مستقبل میں ان کے لئے نہایت کارآمد ثابت ہوگا۔

### قواعدہ نمبر: 1

”الاِحْتِیاطُ فِيْ حُقُوقِ اللّٰہِ لَا فِيْ حُقُوقِ الْعِبَادِ“

ترجمہ:

یعنی حقوق اللہ کی رعایت میں احتیاط کی جائے گی نہ کہ حقوق العباد میں۔

مثال:

جب نماز صحیح و فساد کے درمیان دائرہ ہو تو احتیاط اسی میں ہے کہ نماز کا

اعادہ کیا جائے۔ (مجموعہ قواعد الفقه، ص ۵۴)

## قواعدہ نمبر: 2

”إِذَا زَالَ الْمَانِعُ عَادَ الْمَمْنُوعُ“

ترجمہ:

جب مانع زائل ہو جائے تو ممنوع لوٹ آئے گا یعنی ممنوع کی منعیت ختم ہو جائے گی۔

مثال:

اگر کسی انسان کی گواہی قبول ہونے میں اس کا صغر سن یعنی چھوٹا ہونا مانع ہوتا وہ بالغ ہوتے ہی گواہی کا اہل ہو جائے گا، کیونکہ بالغ ہونے کے سبب صغر سن (جو کہ گواہی کے قبول ہونے میں مانع تھا) زائل ہو گیا، لہذا قبول گواہی کی منعیت ختم ہو جائے گی۔ (مجموعہ قواعد الفقه، ص ۵۷)

## قواعدہ نمبر: 3

”الْإِسْلَامُ يَعْلُو وَلَا يُعْلَى“

ترجمہ:

یعنی اسلام غالب ہوتا ہے نہ کہ مغلوب۔

مثال:

کوئی بھی کافر مسلمان کو غلام نہیں بناسکتا کیونکہ غلامی کی صورت میں اسلام

کا غلبہ نہیں رہتا، یہی وجہ ہے کہ اگر کافر کا غلام اسلام لے آیا تو اس نو مسلم کو کافر کی غلامی میں نہیں رہنے دیا جائے گا، بلکہ کافر کو اس کے بیچنے پر مجبور کیا جائے گا۔ (مجموعہ قواعد الفقہ، ص ۵۸)

#### قواعدہ نمبر: 4

”الْإِضْطَرَارُ لَا يُبْطِلُ حَقَّ الْغَيْرِ“

ترجمہ:

مجبوری غیر کے حق کو باطل نہیں کر سکتی۔

مثال:

اگر کسی انسان نے بھوک کی وجہ سے حالت اضطرار میں کسی دوسرے کا کھانا کھا لیا تو اس کھانے کی قیمت ادا کرنا ہوگی، کیونکہ یہ مجبوری کھانے کے مالک کا حق باطل نہیں کر سکتی۔ (مجموعہ قواعد الفقہ، ص ۶۰)

#### قواعدہ نمبر: 5

”الَا مَرْ لِلْوُجُوبِ مَا لَمْ تَكُنْ قَرِينَةً خِلَافَةً“

ترجمہ:

امر (جب مطلق ہوتا) وجوب کیلئے ہوتا ہے جب تک کہ اس کے خلاف پر کوئی قرینہ نہ ہو۔

مثال:

قرآن شریف میں ہے: ﴿وَلْيُوْفُوا نُذُورَهُم﴾ [الحج: ۲۹] ترجمہ

کنز الایمان: ”اور اپنی منتیں پوری کریں۔“ اس آیت میں صیغہ امر (وَلَيُوْفُوْا) وجوب کا فائدہ دے رہا ہے یعنی نذر پوری کرنا واجب ہے۔ اسی طرح ﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرَحَّمُونَ﴾ [الاعراف: ۲۰۴] ترجمہ کنز الایمان: ”اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو کہ تم پر حم ہو۔“ میں ”فَاسْتَمِعُوا“ اور ”أَنْصِتُوا“ وجوب کا فائدہ دے رہے ہیں یعنی جب تلاوت قرآن کی جائے تو اسے غور سے سننا اور خاموش رہنا واجب ہے۔ (مجموعہ قواعد الفقه، ص ۶۲، بدائع الصنائع،

غمز عيون البصائر)

## قاعدہ نمبر: 6

”إِقْرَارُ الْمُكْرَهِ بَاطِلٌ“

ترجمہ:

محور کا اقرار باطل ہے۔

مثال:

اگر کسی شخص کو مجبور کر کے یہ اقرار کرایا گیا کہ اس نے اپنا گھر بیچ دیا ہے تو یہ اقرار باطل ہے۔

تنبیہ:

چور سے زبردستی اقرار کرنے کے بارے میں اختلاف ہے۔ (مجموعہ

قواعد الفقه، ص ٦١، در مختار ورد المختار وغیره

## قاعدہ نمبر: 7

”أُمُورُ الْمُسْلِمِينَ عَلَى السَّدَادِ حَتَّى يَظْهَرَ غَيْرُهُ“

ترجمہ:

مسلمانوں کے کاموں کو اچھائی پر محمول کیا جائے گا، جب تک کہ اس کا غیر ظاہر نہ ہو جائے۔

مثال:

اگر کسی شخص نے ایک درہم و دینار کو دو درہم و دینار کے عوض بیچا تو اس کی بیع باطل قرار نہیں دی جائے گی بلکہ ایک جنس کو دوسری جنس (یعنی ایک درہم کے عوض دو دینار اور ایک دینار کے عوض دو درہم) کی طرف پھیر کر عقد کو صحیح قرار دیا جائے گا، ہاں اگر بالآخر خود وضاحت کر دے کہ درہم درہم کے عوض اور دینار دینار کے عوض ہیں تو اب بیع یقیناً فاسد ہو جائے گی۔ (مجموعہ قواعد الفقه، ص ٦٣)

## قاعدہ نمبر: 8

”الْأَيْمَانُ مَبْنِيَّةُ عَلَى الْأَلْفَاظِ“

ترجمہ:

قسموں کا دار و مدار الفاظ پر ہوتا ہے۔

مثال:

اگر کسی نے فرم کھائی کہ ”لا يَشْتَرِي لِفْلَانٍ شَيْئاً بِفُلْسٍ“، یعنی فلاں

کیلئے ایک پیسے کی چیز نہیں خریدے گا پھر اس کیلئے ایک درہم کی چیز خریدیں تو اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی، کیونکہ الفاظ قسم میں فس کا ذکر ہے جو کہ درہم پر نہیں بولا جاتا۔ (مجموعہ قواعد الفقه، ص ۶۵)

### قاعدہ نمبر: 9

”الْحَقِيقَةُ تُرَكُ بِدَلَالَةِ الْحَالِ وَتُرَكُ بِدَلَالَةِ الْاسْتِعْمَالِ وَالْعَادَةِ“

ترجمہ:

حقیقت دالیت حال، دالیت استعمال، اور دالیت عادت کے سبب ترک کر دی جاتی ہے۔

مثال:

اگر کسی نے قسم کھائی کہ گوشت نہیں کھائے گا تو (معاذ اللہ) خنزیر یا آدمی کا گوشت کھانے سے قسم نہیں ٹوٹے گی کیونکہ عادۃ ان کا گوشت نہیں کھایا جاتا۔

(مجموعہ قواعد الفقه، ص ۷۸)

### قاعدہ نمبر: 10

”الْخَطْأُ فِيمَا لَا يُشْرَطُ التَّعْيِينُ لَا يَضُرُّ“

ترجمہ:

جس چیز میں تعین شرط نہیں اسکی تعین میں خطأ نقصان دہ نہیں۔

مثال:

اگر کسی نے ظہر یا عصر کی چار رکعت فرض کی جگہ غلطی سے تین رکعات کی

نیت کر لی تو کوئی حرج و نقصان نہیں، کیونکہ نماز میں تعدادِ رکعات کی نیت کرنا شرط نہیں۔ (مجموعہ قواعد الفقه، ص ۷۸)

## قاعدہ نمبر: 11

”السُّكَّرَانُ مِنْ مُحَرَّمٍ كَالصَّاحِيْ“

ترجمہ:

حرام چیز سے نشہ میں مد ہوش ہوش مند کی طرح ہے۔

مثال:

اس کا مطلب یہ ہے کہ نشہ والے شخص کی تمام عبارات جیسے طلاق، عتق، خرید و فروخت اسی طرح صحیح و نافذ اعمال ہیں جس طرح ایک ہوش مند شخص کی، لیکن اسی حالت میں اس نے معاذ اللہ کلمہ کفر بک دیا تو احسانا اس کی عورت باس نہیں ہو گی۔ (مجموعہ قواعد الفقه، ص ۸۳، کشف الاسرار)

## قاعدہ نمبر: 12

”الْعُرْفُ غَيْرُ مُعَتَبِرٍ فِي الْمُنْصُوصِ عَلَيْهِ“

ترجمہ:

منصوص علیہ شی میں عرف کا اعتبار نہیں۔

مثال:

جن اشیاء کے مکملی یا موزونی ہونے پر نص وارد ہے وہ اب بھی حکم شرعی

کے اعتبار سے مکملی اور موزوںی ہی رہیں گی چاہے عرف و عادة انہیں کسی اور طریقے سے بیچا جائے، مثلاً: گندم و جو کے مکملی ہونے پر نص وارد ہے لیکن آج کل انہیں ناپ کرنہیں بلکہ توں کر بیچا جاتا ہے لہذا اس عرف و عادت کی بناء پر یہ موزوںی نہیں ہو جائیں گی بلکہ مکملی ہی رہیں گی۔ اور گندم کو گندم کے عوض توں کرنہیں بیچا جاسکتا۔ وعلیٰ هذا القياس فی البواقی۔ (مجموعہ قواعد الفقه، ص ۹۲، ۱۳۳)

### قاعدہ نمبر: 13

”الْكِتَابُ كَالْخَطَابِ“

ترجمہ:

لکھ کر دینا زبان سے بولنے کے حکم میں ہے۔

مثال:

خرید و فروخت، نکاح و طلاق وغیرہ عقود کے الفاظ لکھ کر دینے سے بھی یہ عقود اسی طرح درست قرار پاتے ہیں جس طرح بذریعہ زبان یہ عقود کیے جاتے ہیں لیکن کتابت کے ذریعے ان عقود میں یہ شرط ہے کہ عاقر یا تو خود اقرار کرے کہ یہ میری طرف سے ہے یا اس پر اور کوئی دلیل شرعی قائم ہو جائے۔

(مجموعہ قواعد الفقه، ص ۹۹)

### قاعدہ نمبر: 14

”كُلُّ صَلَةٍ أُدِيَتْ مَعَ كَرَاهَةِ التَّحْرِيْمِ تَجْبُ إِعَادَتُهَا“

**ترجمہ:**

ہر وہ نماز جو کراہت تحریکی کے ساتھ ادا کی جائے اس کا اعادہ واجب ہے۔

**مثال:**

اگر کوئی شخص نماز میں سورۃ فاتحہ کی تلاوت کرنا بھول گیا اور سجدہ سہو نہیں کیا تو نماز مکروہ تحریکی ہوئی لہذا اس کا اعادہ واجب ہے، لیکن یہ یاد رہے کہ کراہت نماز میں اگر کسی خارجی سبب سے ہو تو نماز کا اعادہ واجب نہیں جیسے قراءۃ میں سورتوں کی ترتیب الٹ دینا یا ریشمی لباس پہننے نماز پڑھنا اگرچہ مکروہ تحریکی ہے لیکن ان کی وجہ سے نماز کا اعادہ واجب نہیں۔ (در المحتار، و مجموعۃ

قواعد الفقه، ص ۱۰۰)

**قواعدہ نمبر: 15**

”لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ“

**ترجمہ:**

خالق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت نہیں کی جائے گی۔

**مثال:**

والدین کی اطاعت ضروری ہے لیکن اگر وہ فرض نماز و حج سے منع کریں تو اس کام میں ان کی اطاعت نہیں کی جائے گی، کیونکہ اس طرح خالق کی نافرمانی و حکم عدولی لازم آتی ہے جو کہ مخلوق کیلئے کسی صورت میں جائز نہیں۔

(رد المحتار، مجموعۃ قواعد الفقه، ص ۱۰۶)

## قاعدہ نمبر: 16

”لَا يُحَلِّفُ عَلَى حَقٍّ مَجْهُولٍ“

ترجمہ:

کسی حقِ مجهول پر قسم نہیں اٹھوائی جائے گی۔

مثال:

اگر کسی شخص نے دوسرے کے خلاف دعویٰ کیا کہ اس نے میرے حق میں کوئی خیانت کی ہے تو مدعیٰ علیہ (یعنی جس کے خلاف دعویٰ کیا گیا ہے) سے قاضی قسم نہیں لے گا۔ (الاشبه والنظائر، مجموعۃ قواعد الفقه، ص ۱۱۱، در مختار)

## قاعدہ نمبر: 17

”مَا ثَبَّتِ بِزَمَانٍ يُحَكَمُ بِبَقَائِهِ مَا لَمْ يُوْجَدْ دَلِيلٌ بِخَلَافِهِ“

ترجمہ:

جو چیز زمان سے ثابت ہو وہ اس وقت تک باقی رہے گی جب تک کہ اس کے خلاف پر دلیل نہ پائی جائے۔

مثال:

کسی زمانہ میں کوئی چیز کسی شخص کی ملکیت میں ثابت ہو جائے تو اسی کی ملک میں باقی رہنے کا حکم دیا جائے گا، جب تک کہ اس کے خلاف کوئی دلیل شرعی نہ ہو۔ (مجموعۃ قواعد الفقه، ص ۱۱۴)

## قاعدہ نمبر: 18

”مَا ثَبَّتَ عَلَىٰ خِلَافِ الْقِيَاسِ فَعَيْرُهُ لَا يُقَاسُ عَلَيْهِ“

ترجمہ:

جو خلاف قیاس شرعی ثابت ہو تو اس پر دوسرے کو قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

مثال:

قرآن شریف میں ہے: ﴿وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ﴾ [آل بقرہ: ۲۸۲]

ترجمہ کنز الایمان: ”اور دو گواہ کرو۔“ لیکن حدیث شریف میں ہے کہ نبی مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صرف ایک صحابی حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی کو بقول فرمایا لیکن چونکہ یہ خلاف قیاس ہے لہذا اس پر قیاس کرتے ہوئے دوسرے کیلئے یہ جائز نہیں کہ صرف ایک شخص کی گواہی پر اکتفاء کرے۔

(مجموعہ قواعد الفقہ، ص ۱۱۴)

## قاعدہ نمبر: 19

”مَا جَارٌ لِعَذْرٍ بَطَلَ بِزَوَالِهِ“

ترجمہ:

جو کسی عذر کے سبب جائز ہو جائے تو اس عذر کے ختم ہوتے ہی باطل ہو جاتا ہے۔

مثال ۱:

پانی نہ ہونے کے عذر سے تیم جائز قرار دیا گیا ہے، لہذا پانی کی موجودگی

میں یہ عذر زائل ہو جائے گا اور تمم باطل ہو جائے گا۔ (الاشبه والنظائر، مجموعۃ

قواعد الفقه، ص ۱۱۵، کتب عامہ)

### مثال ۶:

شریعت نے عذر صحیح کے سبب فرض نماز بیٹھ کر پڑھنے کی اجازت دی ہے لہذا عذر کے زائل ہوتے ہی بیٹھ کر فرض نماز پڑھنے کا جواز باطل ہو جائے گا۔

### قاعدہ نمبر: 20

”مَا حَصَلَ بِسَبَبِ خَبِيْثٍ فَالسَّبِيلُ رَدُّهُ“

ترجمہ:

جو غیر شرعی ذریعے سے حاصل ہوا سے واپس کئے بغیر چارہ نہیں۔

### پہلی مثال:

جو پیسہ سود کے ذریعے حاصل کیا جائے اس کا لوثاد بینا فرض ہے کیونکہ یہ غیر شرعی طریقے سے حاصل ہوا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

### دوسری مثال:

بعض فاسد کے ذریعے حاصل ہونے والا مال بھی لوٹانا ضروری ہے۔ (ایضا)

### تیسرا مثال:

چوری کے ذریعے حاصل ہونے والا مال بھی لوٹانا ضروری ہے۔ (ایضا)

### قاعدہ نمبر: 21

”مَارَاهُ الْمُسْلِمُونَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ حَسَنٌ“

**ترجمہ:**

جس چیز کو مسلمان اچھا سمجھتے ہیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہے۔

**مثال:**

یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول ہے اور اس قدر عمدہ اور جامع ہے کہ اس کے تحت وہ تمام امور آجاتے ہیں جنہیں مسلمان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دور مبارک میں یا اس کے بعد اچھا سمجھ کر کرتے آئے ہیں، جیسے ایصال ثواب، میلاد و قیام، اعراس بزرگان دین، اذان سے قبل و بعد درود شریف وغیرہ کہ ان سب امور کو اہل ایمان اچھا سمجھ کر بجالاتے اور ثواب پاتے ہیں۔ (عامہ کتب)

**قاعدہ نمبر: 22**

”الْمُبَاشِرُ ضَامِنٌ وَإِنْ لَمْ يَتَعَمَّدْ“

**ترجمہ:**

کام کو انجام دینے والا ضامن ہوتا ہے اگرچہ عمدانہ کرے۔

**مثال:**

اگر کسی نے بغیر وجہ شرعی کے کسی کام لتف کر دیا تو اسے اس کا ضمان دینا ہوگا، اگرچہ عمداء ایمانہ کیا ہو۔ (مجموعہ قواعد الفقہ، ص ۱۱۷)

**قاعدہ نمبر: 23**

”الْمُبَاخُ يُمْلَكُ بِالْحُرَازِ“

**ترجمہ:**

مباح چیز قبضہ کر لینے سے ملک میں آ جاتی ہے۔

**مثال:**

کسی نے کنویں یا بارش کا پانی اپنے برتن میں بھر لیا یا کسی غیر مملوک پرندے یا جانور مثلا جنگلی کبوتر، ہر ان، مجھلی وغیرہ کو پکڑ لیا تو یہ تمام چیزیں اس کی ملک میں آ جائیں گی۔ (عامہ کتب)

**قواعدہ نمبر: 24**

”مَنْ شَكَ هُلْ فَعَلَ شَيئًا أَمْ لَا فَالاَصْلُ اللَّهُ لَمْ يُفْعَلُ“

**ترجمہ:**

کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے میں شک ہو تو اصل یہ کہ وہ کام نہیں کیا گیا۔

**مثال:**

اگر کسی کو نماز پڑھ لینے یا نہ پڑھنے کے بارے میں شک ہو تو وقت باقی ہونے کی صورت میں اعادہ کر لے، اسی طرح اگر واجبات نماز میں سے کسی واجب کے کرنے یا نہ کرنے میں شک ہو تو یہ سمجھا جائے گا کہ اس سے واجب چھوٹ گیا لہذا سجدہ سہو کرے گا۔ اسی طرح اثناء وضوء میں کسی رکن کے ادا کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں شک ہو تو اس رکن کا اعادہ واجب ہے۔

(الاشبه والنظائر، مجموعۃ قواعد الفقه، ص ۱۲۹)

## قاعدہ نمبر: 25

”الْمَرْءُ يُعَالَمُ فِي حَقِّ نَفْسِهِ كَمَا أَقْرَبَهُ وَلَا يُصَدَّقُ عَلَى إِبْطَالِ  
حَقِّ الْغَيْرِ وَلَا بِالْزَّامِ الْغَيْرِ حَقًّا“

ترجمہ:

کسی کے اقرار سے اس کی اپنی ذات کے بارے میں معاملہ برنا جائے گا اور دوسرے کے حق کو باطل کرنے میں اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی اور نہ ہی کسی غیر پر کوئی حق لازم کیا جائے گا۔

مثال:

اگر کسی مَجْهُولُ النَّسْبُ عورت نے کسی شخص کی لوٹدی ہونے کا اقرار کیا اور اس شخص نے اس بات کی تصدیق بھی کر دی تو وہ عورت اس کی لوٹدی شمار کی جائے گی لیکن عورت کے اس اقرار سے اس کے شوہر کا ناکاح باطل نہیں ہو گا، اور نہ ہی شوہر مقررہ (جس کے حق میں عورت نے اقرار کیا) کو ضمان دے گا جبکہ عورت کو ایک مرتبہ مہرا دا کر چکا ہو، کیونکہ اس طرح کسی کے اپنی ذات کے بارے میں اقرار سے دوسرے کے حق کو باطل کرنا اور اس پر کوئی حق ثابت کرنا لازم آئے گا اور یہ درست نہیں۔ (اصول بزدی، مجموعہ قواعد الفقہ،

(۱۲۰)

## قاعدہ نمبر: 26

”الْمُطْلُقُ يَجْرِي عَلَى إِطْلَاقِهِ“

**ترجمہ:**

مطلق اپنے اطلاق پر جاری ہوتا ہے۔

**پہلی مثال:**

قرآن شریف نے قسم اور ظہار کے کفارے میں ایک مملوک (لوہنڈی یا غلام) کو آزاد کرنے کا حکم فرمایا ہے جو کہ مطلق ہے یعنی اس میں یہ قید نہیں کہ وہ مومن ہو یا کافر، لہذا دونوں میں سے کسی کو بھی آزاد کرنے سے حکم قرآنی پر عمل ہو جائے گا۔ (حسامی، اصول الشاشی)

**دوسری مثال:**

اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن عظیم میں مومنوں کو اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود وسلام پڑھنے کا حکم ارشاد فرمایا، اور اپنی رحمت واسعہ سے اس حکم کو مطلق رکھا، یعنی اس میں زمان و مکان وصیغہ و ہیئت کی کوئی قید نہیں لگائی لہذا امومنین درود وسلام جب چاہیں، جس وقت چاہیں، اور جس ہیئت وصیغہ کے ساتھ چاہیں، پڑھ کر حکم خداوندی پر عمل کی سعادت پاسکتے ہیں۔

**قاعدہ نمبر: 27**

”الْأُمُورُ بِمَقَاصِدِهَا“

**ترجمہ:**

”یعنی اعمال اور معاملات کا دار و مدار، ان کے مقاصد (نیات) پر ہے۔“

## مثال:

اگر کسی نے نماز میں ایسی آیت کی تلاوت کی جو سائل کا جواب بھی ہو سکتی ہے، اگر اس آیت سے مقصود جواب دینا ہے تو یہ فعل حرام ہے اور نماز فاسد ورنہ نہیں۔ مثلاً کسی موسی نامی شخص سے اس کا نام پوچھا گیا تو دوران نماز اس نے یہ آیت پڑھی ﴿وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يَا مُوسَى﴾ [طہ: ۱۷] ترجمہ کنز الایمان: ”اور یہ تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے اے موسی۔“ اس سے مقصود اگر قرآن کی تلاوت ہے تو نماز درست اور اگر سائل کا جواب دینا مقصود ہے تو نماز فاسد۔

## قاعدہ نمبر: 28

”الْيَقِينُ لَا يَرُوُلُ بِالشَّكِ“

## ترجمہ:

یعنی یقین شک سے زائل نہیں ہوتا۔

## مثال:

اگر کسی شخص کو اپنے باوضو ہونے کا یقین ہو اور وضو ٹھنے میں شک ہے تو وہ باوضو مانا جائے گا۔ ایسے ہی کسی شخص کے زندہ ہونے کا یقین ہو اور مرنے میں شک ہے تو اسے زندہ ہی مانا جائے گا اور اس کی وراثت تقسیم نہیں کی جائے گی۔

## قاعدہ نمبر: 29

”الضَّرُورَاتُ تُبَيِّنُ الْمَحْظُورَاتِ“

**ترجمہ:**

ضرورتیں ممنوعات کو مباح یعنی جائز کر دیتی ہیں۔

**مثال:**

اگر کشتمیں اتنا سامان بھر دیا کہ اس کے ڈوبنے اور مسافروں کی جان جانے کا خطرہ ہے تو اس سے مال نکال کر سمندر میں پھینک دینا اور کشتمی کو بچانا جائز ہے حالانکہ عام حالات میں دوسرے کامال ضائع کرنا حرام ہے۔ ایسے ہی اگر گلے میں لقمه اٹک جائے اور شراب کے سوا پانی یاد گیر حلال و طیب مائعات میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو تو ایسی حالت میں اپنی جان بچانے کے لئے بقدر ضرورت شراب کا استعمال مباح ہے۔

**قاعدہ نمبر: 30**

”مَا أُبِحَ لِلضَّرُورَةِ يُقَدَّرُ بِقَدْرِهَا“

**ترجمہ:**

جو چیز ضرورت کے تحت جائز ہو وہ بقدر ضرورت ہی جائز ہوتی ہے۔

**مثال:**

مردار کھانا یا شراب پی لینا صرف اتنا ہی جائز ہے جس سے جان نجیج جائے زیادہ بالکل نہیں، اسی طرح طبیب کو بوقتِ ضرورتِ شرعی پر دہ کی جگہ کا صرف وہ حصہ دیکھنا جائز ہے جس کے دیکھنے کی ضرورت ہے زیادہ نہیں۔

## قاعدہ نمبر: 31

”الْعَادَةُ مُحَكَّمَةٌ“

ترجمہ:

یعنی عرف و عادت پر شرعاً عمل کیا جائے گا۔

مثال:

اگر کسی شہر میں مختلف قسم کے درہم و دینار چل رہے ہوں (یعنی مختلف قسم کے سکے چل رہے ہوں) وہاں اگر کسی نے کوئی چیز دس درہم یا دس دینار میں خریدی یا فروخت کی تو باع وہ درہم یا دینار لینے کا مستحق ہو گا جن کا چلن وہاں کے عرف و عادت میں غالب ہو، اگر خریدار کوئی دوسرا سکہ یا دوسرے قسم کے درہم و دینار چاہے تو باع کو (یعنی واں کو) انکار کا حق ہو گا۔

## قاعدہ نمبر: 32

”إِذَا تَعَارَضَ الْمَانِعُ وَالْمُقْتَضِيُ فَإِنَّهُ يُقَدَّمُ الْمَانِعُ“

ترجمہ:

جب ”دلیل مانع“ اور ”دلیل مقتضی“ (تقاضا کرنے والی) باہم متعارض آ جائیں تو ”دلیل مانع“ کو مقدم کیا جائے گا یعنی جب ایک مسئلہ میں دو دلیلیں آپس میں اس طرح متعارض آ جائیں کہ ایک حکم کی نفی اور دوسری اس کے اثبات کا تقاضا کرتی ہو تو پھر ”دلیل مانع“ کو ”دلیل ثابت“ پر ترجیح دی جائے گی۔

## مثال:

رہن جب تک مُرْتَہنُ (جس کے پاس چیز گروی رکھی گئی) کے ہاتھ میں ہے راہنُ (گروی رکھنے والا) اسے بیچ نہیں سکتا، کیونکہ یہاں دلیل مانع و دلیل مقتضی باہم متعارض ہیں۔ وہ اس طرح کہ راہن کی ملکیت اس بات کے جواز کا تقاضا کرتی ہے کہ اسے اپنی شی میں تصرف کا حق حاصل ہے جبکہ مرہن کی حق تلفی اس کے مانع ہے لہذا مانع کو مقتضی پر ترجیح دی جائے گی۔

## قاعدہ نمبر: 33

”ذِكْرُ بَعْضِ مَالًا يَتَجَزَّءُ كَذِكْرِ كُلِّهِ“

## ترجمہ:

یعنی جو شی تفہیم نہ ہو سکتی ہو اس کے بعض کا ذکر کل کے ذکر کی مثل ہوتا ہے۔

## مثال:

کسی نے اپنی بیوی کو نصف طلاق دی تو ایک طلاق واقع ہو گئی یا اس نے نصف عورت کو طلاق دی تو کل کو طلاق واقع ہو گی، کیونکہ طلاق ایسی شی ہے جو اجزاء میں تقسیم نہیں ہو سکتی۔

## قاعدہ نمبر: 34

”إِذَا اجْتَمَعَ الْمُبَاشِرُ وَالْمُتَسَبِّبُ أُضِيَّفَ الْحُكْمُ إِلَى الْمُبَاشِرِ“

## ترجمہ:

جب کسی فعل میں ”مبادر“ (خود کرنے والا) اور ”متسبب“ (کام کا

سبب بننے والا) دونوں جمع ہو جائیں تو حکم "مباشر" کی طرف منسوب کیا جائے گا۔

**مثال:**

کسی شخص نے زیادتی کرتے ہوئے کنوں کھو دا اور اس میں دوسرے شخص نے کسی کی شی کو ڈال کر ضائع کر دیا تو ضمان متسبب یعنی کنوں کھو دنے والے پر نہیں بلکہ مباشر یعنی کنوں میں ڈالنے والے پر ہے۔

**قاعدہ نمبر: 35**

”الْحُكْمُ يَتَّبِعُ الْمُصْلِحَةَ الرَّاجِحَةَ“

**ترجمہ:**

حکم مصلحت راجح کے تابع ہوتا ہے۔

**مثال:**

قرآن کریم میں کئی مقامات پر جہاد کا حکم ہے، جہاد میں ایک طرف تقتل نفس و اتلاف مال ہے اور دوسری طرف کلمہ حق کی سر بلندی، اور ظاہر ہے کہ کلمہ حق کی بلندی مصلحت راجح ہے کہ اس کے نتیجے میں جان و مال کو امن حاصل ہوتا ہے۔

**قاعدہ نمبر: 36**

”مَا حَرُمَ أَخْذُهُ حَرُمٌ إِعْطَاءُهُ“

**ترجمہ:**

جس چیز کا لینا حرام ہے اس کا دینا بھی حرام ہے۔

## مثال:

جیسے سود، زنا کی اجرت، کاہن اور نجومی کی فیس، رشوت اور گانے باجے کی اجرت وغیرہ اکہ ان میں سے ہر ایک کا لینا بھی حرام ہے اور دینا بھی۔ لیکن بے گناہ قیدی کو قید سے چھڑانے کیلئے یا اپنی عزت و آبرو بچانے کیلئے یا کسی کو اپنی بھجو بے جامد مت سے روکنے کیلئے رشوت دینا جبکہ اس کے بغیر کام نہ چلے ضرورتا جائز ہے اور ایسی صورت میں دینے والے پر گناہ نہیں لیکن لینے والے کیلئے بہر حال حرام و گناہ ہے اور یہ صورتیں ”الضرورات تبیح المحظورات“ کے تحت آتی ہیں۔ (بہار شریعت، حصہ ۱۹)

## قاعدہ نمبر: 37

”إِذَا اجْتَمَعَ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ غَلَبَ الْحَرَامُ“

## ترجمہ:

جب حلال اور حرام جمع ہو جائیں تو غلبہ حرام کو ہوگا۔ اس قاعدہ کی وضاحت یہ ہے کہ جب دو لیلیں باہم متعارض ہوں ایک حرمت کا تقاضا کرتی ہو اور دوسری اباحت کا تو دلیل حرمت کو اباحت پر مقدم کیا جائے گا۔ یعنی اسے ترجیح دی جائے گی۔

## مثال:

حلال و حرام جانور کے ملاپ سے پیدا شدہ بچے کا کھانا حلال نہیں کیونکہ یہاں حلال و حرام جمع ہو گئے ہیں لہذا حرام کو غلبہ حاصل ہوگا۔

## قاعدہ نمبر: 38

”لَا يُنَكِّرُ تَغْيِيرُ الْحُكَمِ بَتَغْيِيرِ الْأَزْمَانِ“

ترجمہ:

زمانہ کی تبدیلی کے سب احکام کی تبدیلی کا انکار نہیں کیا جائے گا۔

مثال:

فی زمانہ چوری کے خوف کے سب نماز کے اوقات کے علاوہ مسجد کا دروازہ بند کرنا، فتنہ کے خوف کے سب عورتوں کو مسجد میں آنے سے روکنا اور شعائر اسلام کی بقاء کیلئے امامت واذان پر اجرت لینا و دینا جائز ہے۔

(مجموعہ قواعد الفقہ، ص ۱۱۳)

## قاعدہ نمبر: 39

”مَنِ ابْتُلَىٰ بِبَلِّيَّتِينِ وَهُمَا مُتَسَاوِيَانِ يَاٰخُذُ بِأَيْتِهِمَا شَاءَ وَإِنِ اخْتَلَفاَ يَخْتَارُ أَهُوَنَهُمَا“

ترجمہ:

اگر کوئی شخص دو مصیبتوں میں گرفتار ہو جائے اور دونوں برابر ہوں تو جس کو چاہیے اختیار کرے اور اگر دونوں مختلف ہوں تو چھوٹی کو اختیار کر لے۔

مثال:

کسی کے جسم میں زخم ہے اگر وہ سجدہ کرتا ہے تو زخم بہنے لگتا ہے اور زخم بہنے گا تو وضو ٹوٹے گا جسم ناپاک ہو گا اور سجدہ نہیں کرتا تو زخم نہیں بہتا اس

صورت میں نماز کا سجدہ ترک کرنا پڑے گا تو وہ بیٹھ کر نماز ادا کرے اور رکوع و سجدہ اشارہ سے ادا کرے کیونکہ سجدہ ترک کر دینا اس سے کمتر اور آسان ہے کہ نماز حالت حدث اور نجس جسم کے ساتھ پڑھے۔

### قواعدہ نمبر: 40

”إِذَا جَاءَ الْحِتْمَالُ بَطَلَ الْاسْتِدْلَالُ“

ترجمہ:

جب احتمال آ جاتا ہے تو استدلال باطل ہو جاتا ہے۔

مثال:

چار مسلمانوں نے کسی شخص کے خلاف زنا کی گواہی دی لیکن بعد میں ان گواہوں کا فسق و فجور ثابت ہو گیا تو ان کی گواہی رد کر دی جائے گی کیونکہ اب ان کی گواہی میں کذب کا احتمال پیدا ہو گیا ہے اب ان کی گواہی قابل استدلال نہیں رہی۔

### قواعدہ نمبر: 41

”الضَّرُرُ لَا يُزَالُ بِالضَّرِّ“

ترجمہ:

نقصان کا ازالہ اسی کی مثل نقصان سے نہیں کیا جائے گا۔

مثال:

کوئی شخص بھوک سے مر رہا ہو اور اس کے پاس اتنا ہی کھانا ہو کہ جسے کھا کر اس کی جان بچ سکتی ہو پھر اسی طرح کا کوئی دوسرا شخص آ جائے تو پہلے

وَالْشَّخْصُ سَهْ كَهْنَانَ لَكَرْ دَوْسَرَ كَوْنَهِنْ دِيَاجَسْكَتَ، كَيْوَنَكَهْ دُونُوْسَ اِيْكَهْ قَتَمْ  
كَهْ ضَرَرِمِیْسَ بِتَلَاهِیْسَ۔ (الاشباء والنظائر)

### قاعدہ نمبر: 42

”يُتَحَمَّلُ الضَّرُرُ الْخَاصُ لِأَجْلِ دَفْعِ الضَّرَرِ الْعَامِ“

ترجمہ:

ضرر عام کو دور کرنے کیلئے ضرر خاص کو برداشت کیا جائے گا۔

مثال:

اگر کسی شخص کی دیوار اس قدر جھک جائے کہ شارع عام سے گزرنے والوں پر اس کے گرنے سے ضرر کا اندیشہ ہو تو اس کی دیوار کو گرانا واجب ہے کیونکہ اگر ایسا نہیں کیا تو ضرر عام کا اندیشہ ہے اور دیوار کو گرانے میں صرف مالک دیوار کو ضرر ہو گا، لہذا اس ضرر کو برداشت کیا جائے گا تاکہ بڑے نقصان سے بچا جاسکے۔ (الاشباء والنظائر)

### قاعدہ نمبر: 43

”السُّؤَالُ مُعَادٌ فِي الْجَوَابِ“

ترجمہ:

سوال جواب میں لوٹا جاتا ہے۔

مثال:

بیوی نے شوہر سے پوچھا کہ: أَنَا طَالِقٌ؟ (کیا مجھے طلاق ہے؟) تو شوہر

نے جواب کہا: نعم (ہاں) تو صرف نعم کہنے سے ہی طلاق واقع ہو جائے گی کیونکہ جواب میں سوال کے الفاظ لوٹتے ہیں یعنی گویا کہ شوہرنے یوں کہا: نعم انت طلاق (یعنی ہاں تجھے طلاق ہے)۔ (بہار شریعت، حصہ ۱۹، ص ۲۳۹)

### قاعدہ نمبر: 44

”دَرُءُ الْمَفَاسِدِ أَوْلَىٰ مِنْ جَلْبِ الْمَصَالِحِ“

ترجمہ:

نقسان سے بچنا نفع کو حاصل کرنے سے بہتر ہے۔

مثال:

وضو میں کلی اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرنا سنت ہے لیکن روزے کی حالت میں یہ عمل مکروہ ہے اس لیے کہ پانی جوف میں چلے جانے سے روزہ فاسد ہو جائے گا لہذا یہاں سنت پر عمل کے نفع کی نسبت روزہ ٹوٹنے کے نقسان سے بچنا بہتر ہے۔

### قاعدہ نمبر: 45

”لَا إِيَّاشَارَ فِي الْقُرُبَاتِ“

ترجمہ:

عبادات میں ایثار نہیں کیا جا سکتا۔

مثال:

اگر کسی کے پاس نماز کے وقت صرف اتنا پانی ہے کہ وہ اپنا وضو کرے تو

اس کے لیے یہ جائز نہیں کہ دوسرے کو ایثار کرتے ہوئے پانی دے دے،  
کیونکہ عبادات میں ایثار جائز نہیں۔

### قواعدہ نمبر: 46

”لَا يَجُوزُ لَا حِدٍ أَنْ يَتَصَرَّفَ فِي مِلْكِ الْغَيْرِ بِلَا إِذْنِهِ“

ترجمہ:

کسی کیلئے جائز نہیں کہ وہ غیر کی ملکیت میں اس کی اجازت کے بغیر  
تصرف کرے۔

مثال:

کسی طالب علم کیلئے جائز نہیں کہ وہ دوسرے کی کتاب، کپڑے، توپیہ، جوتے  
وغیرہ اس کی اجازت کے بغیر استعمال کرے مگر یہ کہ صراحةً یا دلالۃً اذن ہو۔

### قواعدہ نمبر: 47

”الْخَرَاجُ بِالضَّمَانِ“

ترجمہ:

منافع ضمان کے عوض ہوتے ہیں، یعنی اگر کوئی شی کسی کی ضمان میں ہے تو  
اس سے نفع حاصل کر لینے کا اسے کوئی معاوضہ نہ دینا ہو گا لیکن نفع حاصل کرنے  
والا اس شی کے ہلاک ہو جانے کی صورت میں اس کی قیمت کا ضامن ہو گا۔

مثال:

کسی نے غلام خریدا اور اس سے کام لیا پھر اس کے عیب پر مطلع ہوا جو کہ

بائع نے اسے نہیں بتایا تھا تو وہ اسے باعث کو واپس کر دے گا اور اس کی پوری قیمت واپس لے لے گا اور اس کے منافع سے فیضیاب ہو گا کیونکہ غلام اس کی ذمہ داری اور ضمانت میں تھا کہ اگر وہ اس مدت میں ہلاک ہو جاتا تو یہ اس مشتری کا مال ہلاک ہوتا، باعث پر کوئی ضمان و ذمہ داری نہ ہوتی۔

### قاعدہ نمبر: 48

”لَا إِجْتِهَادٌ عِنْدَ ظُهُورِ النَّصِّ“

ترجمہ:

نص کی موجودگی میں اجتہاد و قیاس جائز نہیں۔

مثال:

اگر رکوع و سجود والی نماز میں کسی کا قہقہہ نکل جائے تو قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ وضوء نہ ٹوٹے لیکن اس صورت میں وضوء ٹوٹنے پر نص وارد ہے لہذا اس نص کی موجودگی میں قیاس و اجتہاد جائز نہیں۔

### قاعدہ نمبر: 49

”الْأَصْلُ فِي الْكَلَامِ الْحَقِيقَةُ“

ترجمہ:

کلام میں اصل حقیقی معنی ہے۔

مثال:

اگر کسی نے اپنی اولاد پر کوئی چیز وقف کی تو اس میں اس واقف کے

پوتے داخل نہیں ہونگے کیونکہ اولاد حقیقت میں صلی بیٹوں کو کہا جاتا ہے جبکہ مجاز آپ توں پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔

### قاعدہ نمبر: 50

”الاَصْلُ فِي الْاَشْيَاءِ الْابَاحَةُ“

ترجمہ:

اشیاء میں اصل اباحت ہے۔

مثال:

اس قاعدے کی رو سے تمام شعاراتِ ہلسنت مثلاً ایصالِ ثواب، نعمتِ خوانی، عروزِ بزرگانِ دین، بیعت واردات وغیرہ سب جائز و مباح ہیں لہذا عدم جواز کے قائلین کو قرآن یا احادیث یا اقوال صحابہ یا اقل درجہ میں قواعد فقهیہ سے ان کے عدم جواز پر دلیل لانا چاہیے بلکہ دلیل شرعی ان کے عدم جواز کا قول اللہ و رسول اللہ عز و جل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر افتراہ ہے۔ (بھار شریعت، حصہ ۱۹، ص ۲۱۹)

### قاعدہ نمبر: 51

”إِذَا سَقَطَ الْاَصْلُ سَقَطَ الْفَرْعُ“

ترجمہ:

جب اصل ساقط ہو جائے تو فرع بھی ساقط ہو جاتی ہے۔

مثال:

جب مُوَكِّل فوت ہو جائے تو وکیل کی وکالت ساقط ہو جاتی ہے، کیونکہ

موکل اصل ہے اور وکیل فرع۔

### قاعدہ نمبر: 52

”إِذَا بَطَلَ الْأَصْلُ يُصَارُ إِلَى الْبَدَلِ“

ترجمہ:

جب اصل باطل ہو جائے تو اسے بدل کی طرف پھیر دیا جائے گا یعنی اگر کسی کے ذمہ کوئی شی واجب الاداء ہو اور وہ اس کے پاس سے ضائع ہو جائے تو اس پر اس کا بدل دینا لازم ہوگا۔

مثال:

اگر غصب شدہ چیز واپس کرنا ممکن نہ ہو تو اس کا بدل یعنی قیمت دی جائے گی۔ (شرح المجلة)

### قاعدہ نمبر: 53

”الْتَّابِعُ تَابِعٌ“

ترجمہ:

یعنی تابع متبع کے حکم میں داخل ہے۔

مثال:

جانور کی خرید و فروخت میں اس کا حمل بھی شامل ہوگا کیونکہ حمل اس کے تابع ہے لہذا اس کی الگ سے بیع نہیں کی جائے گی۔

(الاشیاء والناظائر)

## قاعدہ نمبر: 54

”الْتَّابِعُ لَا يَتَقدَّمُ عَلَى الْمَتَبُوعِ“

ترجمہ:

یعنی تابع اپنے متبع پر مقدم نہیں ہوتا۔

مثال:

مقتدری (تابع) نماز میں اپنے امام (متبع) سے پہلے تکمیر تحریک نہیں کہہ سکتا۔ (الاشبه والنظائر)

## قاعدہ نمبر: 55

”إِنَّمَا تُعْتَبَرُ الْعَادَةُ إِذَا اطْرَدَتْ أُوْ غَلَبَتْ“

ترجمہ:

عادت کا اعتبار صرف اسی وقت کیا جاتا ہے جب وہ عام یا غالب ہو جائے۔

مثال:

اگر کسی نے درزی کو کپڑے سلامی کیلئے دیئے تو بُن، سوئی دھاگہ وغیرہ کے اخراجات عرف و عادت کے مطابق درزی کے ذمے ہو گے۔ (الاشبه والنظائر)

## قاعدہ نمبر: 56

”مَالَا يَتِمُ الْفَرْضُ إِلَّا بِهِ فَهُوَ فَرْضٌ“

ترجمہ:

جس کے بغیر فرض مکمل نہ ہو سکے وہ بھی فرض ہے۔

**مثال:**

نماز فرض ہے جو کہ بغیر قعدہ اخیرہ کے نہیں ہو سکتی لہذا قعدہ اخیرہ بھی فرض ہے اور اسی کی مثل یہ قاعدہ ہے **مَا لَا يَتَمَ الْوَاجِبُ إِلَّا بِهِ فَهُوَ وَاجِبٌ**۔ (تبیین الحقائق)

**قاعدہ نمبر: 57**

”الْمَيْسُورُ لَا يُسْقُطُ بِالْمَعْسُورِ“

**ترجمہ:**

یعنی مشکل عمل کے سبب آسان عمل کو نہیں چھوڑا جائے گا۔

**مثال:**

اگر کوئی شخص بقدر فرض ستر عورت پر قادر نہ ہو تو جتنے ستر پر قادر ہو اتنا ستر فرض رہے گا۔

**قاعدہ نمبر: 58**

”الْمَشَقَةُ تَجْلِبُ التَّيْسِيرَ“

**ترجمہ:**

یعنی مشقت آسانی لاتی ہے۔

**مثال:**

اس قاعدے پر بہت سے مسائل متفرع ہوتے ہیں مثلاً سفر کی مشقت کے سبب نماز میں قصر، خوفِ مرض کے سبب مٹی سے تمیم وغیرہ۔ (مجموعہ قواعد الفقه، ص ۱۲۲)



الحمد لله رب العالمين والكتوة والسلام على سيد المرسلين

## ست کی بماریں

الْخَنْدَابِيَّةِ مِنْ حِلِّ تَحْكِيمِ قُرْآنِ وَسُنْنَتِ كَيْ عَالِمِيْرِ غَرِيَّاً تَرِيْكِ دُوَوْتِ اِسْلَامِيَّ كَيْ مَبْعَدِ بَيْسِنَتِ مَذْنَفِيْ مَحَوْلِ مِنْ بَكْرَتِ شَنْشِنِيْ بَيْسِيْ اُورِ سَكَانِيْ بَاتِيْ مِنْ، هَرِ جَهَرَاتِ كَوْ فِيْهَانِ مَدِيْنَهِ مَحَلِّ سُوَادِ اِگَرَانِ بَيْهِيْ بَهْرِيْ مَذْنَفِيْ مِنْ مَغْرِبِ كَيْ تَمَازِ كَيْ بَهْدِ هَوْنَهِ وَالِّيْ سَقْتُونِ بَهْرِهِ اِلَيْهِ مِنْ سَارِيِّ رَاتِ گَزَارَنَهِ كَيْ مَذْنَفِيْ اِلَاهِيْ بَهْ، عَالِهَانِ رَوْلِ كَيْ مَذْنَفِيْ قَلْوُونِ مِنْ سَقْتُونِ كَيْ تَرِيْتِ كَيْ لَيْهِ سَفَرِ اِورِ دُوَنَادِ تَكْرِيْيِهِ كَيْ ذَرِيْيَهِ مَذْنَفِيْ اِنْعَامَاتِ كَارِسَالِ بَهْ كَرِكَلِيْنِ بَيْسِاَنِ دَشَدَهِ اِكْوَنِ كَرَوْنَهِ كَاهِ مَهْوَلِ بَاهِيَّهِ، إِنْ شَاهَ اللَّهِ عَلَوْزِ عَلَيْهِ اِسْ كَيْ دَرِكَتِ سَهِيْنِ سَلَطَهِ بَيْنَ اِنْهَوْنِ سَقْرَتِ كَرَتِ اِورِ اِيْهَانِ كَيْ هَفَاتِ كَيْ لَيْهِ كَرَهَتِ كَاهِ اِنْهَنِ بَيْنَهَا، هَرِ اِسْلَامِيِّ بَهْجَانِيِّ اِپَانِيِّهِ اِنْهَنِ بَهْ كَيْ "مَهْجَانِيِّ اورِ سَارِيِّ دِيْنِاَكِ لَوْگُونِ كَيِ اِصلاحِ كَيِ كَوْشِشِ كَرَنَيِّ بَهْ۔" إِنْ شَاهَ اللَّهِ عَلَوْزِ عَلَيْهِ اِنْهَنِ اِسْلَامِيِّ كَيْ لَيْهِ مَذْنَفِيْ اِنْعَامَاتِ پُرِلِ اورِ سَارِيِّ دِيْنِاَكِ لَوْگُونِ كَيِ اِصلاحِ كَيِ كَوْشِشِ كَيِ لَيْهِ مَذْنَفِيْ قَلْوُونِ مِنْ تَرْكَرَنَهِ۔ إِنْ شَاهَ اللَّهِ عَلَوْزِ عَلَيْهِ

## مکتبہ المدینہ کی شاخیں

051-5553765	برایشلیل (لش) از پیش، اگل چک (آپل) باشد. (آن) فون:	021-2203311-2314045
	پیش از اینکه این چک را برای شرکت خود بدهد.	042-7311679
068-5571686	شانه از این چک را برای شرکت خود بدهد. (آن)	041-2632625
4362145	لوبی شرکت خود را برای شرکت خود بدهد. (آن)	058274-37212
5619195	عکس از این چک را برای شرکت خود بدهد. (آن)	022-2620122
055-4225653	کوچک از این چک را برای شرکت خود بدهد. (آن)	061-4511192
	کوچک از این چک را برای شرکت خود بدهد. (آن)	044-2556767